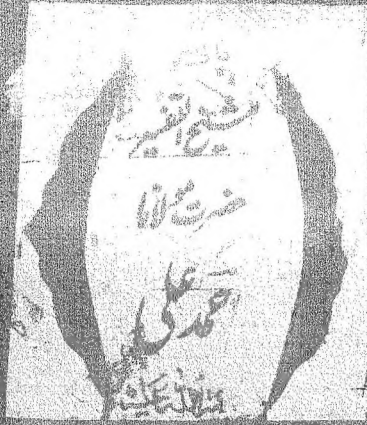


# خدا مالک



## ملا ازم

۲۲  
۲۲  
۲۳

”میں سی، آئی، ڈی سے کہتا ہوں کہ پبلک کی آواز حکومت ملک پہنچا دیں۔ وہ خود بھی مجرم ہوں گے۔ یہ پولیس، وزراء اور حکام پبلک کے خادم اور اس کے ملازم ہیں۔ جب وہ پاکستان کے مسلمانوں کا مال کھاتے ہیں۔ تو پھر انہیں مسلمانوں کے مطالبہ کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ ورنہ قیامت کے دن چھٹکارا مشکل ہے۔“

میں جو کچھ کہتا ہوں تمہاری بھلائی کے لیے کہتا ہوں۔ خدا سے ڈرو اور قبر میں جہنم سے پہلے خدا سے اپنا معاملہ ٹھیک کر لو۔ تم کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہم ملا ازم قائم نہ ہونے دیں گے۔ یہ ملا ازم کیا چیز ہے؟ ملا تو یہ کہتا ہے کہ پاکستان کا قانون قرآن اور شریعت اسلامیہ کے سوا اور کوئی نہ ہو۔

(شیخ التفسیر حضرت لاہوری)



# حالاتِ رسول

## قبر میں نماز کا خیال

کبھی نماز ترک نہیں کرتا تھی اسے قبر میں بھی نماز کا پڑھنا یاد آیا۔

یہاں غروب شمس کے قریب کا وقت خاص طور پر اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ وقت عام طور پر مسافروں کے لیے مناسب حال ہوتا ہے۔ مردہ بھی اس قسم کا مسافر ہوتا ہے اور قبر میں تھا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی تصور کرتا ہے کہ وہ سفر میں ہے اور مغرب کا وقت قریب ہے۔

اس حدیث سے ایک مومن کی شان نمایاں ہے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اپنے رب کی یاد اسے بھولنے نہیں پاتی۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم دل و دماغ سے اوجھل نہیں ہوتا۔ نماز کی محبت دل سے غائب نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جہاں بھی ہوں جس حالت میں بھی ہو۔ ارکانِ دین کو پورا کرتا ہے اور دیکھنے والوں کو ثابت کر دکھاتا ہے کہ وہ اللہ کا سچا عابد ہے اور اسے کسی حال میں نہیں بھولتا۔

آج ہمارے کئی بھائی نماز کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے ان کے نزدیک یہ چنداں ضروری فریضہ نہیں ہے۔ ان کے نزدیک نماز محض ایک معمولی کام ہے گویا اس کی زمانہ حال میں کوئی حیثیت باقی نہیں رہی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا خوف کھانا چاہیے ایسی باتیں منہ سے نہ نکالنا چاہیے۔ بلکہ نماز کو مضبوطی سے پکڑ کر جنت کا مستحق بننا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں باتِ عمدہ

نماز پڑھنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ آمین

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُلِيتَ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَحُلِسَ يَسْمَعُ عَيْنَيْهِ وَيَسْمَعُ دَعْوَتِي؟

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت مردہ قبر میں داخل کیا جاتا ہے اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج غروب ہونے کے نزدیک ہے۔ پس وہ بیٹھتا ہے اپنی آنکھیں ملتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دیں میں نماز پڑھاؤں۔

(باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثالث، مشکوٰۃ)

یہاں میت (مردہ) سے مراد مومن ہے۔ یعنی اس حدیث میں ایک مومن کی قبر کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ ایک مومن جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے جیسے سورج غروب ہونے کے قریب ہے اور عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ پھر وہ ان فرشتوں سے کہتا ہے جو کہ قبر میں اس سے سوال کرنے کے لیے آتے ہیں کہ بیشتر اس کے کہ تم مجھ سے سوال کرو مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یا سوال جواب ہونے کے بعد وہ یہ خیال کرتا ہے جیسے وہ اپنے گھر والوں میں بیٹھا ہوا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ ابھی دنیا ہی میں ہے بس تھوڑی دیر کے لیے سویا تھا کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور دیکھا کہ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

ایک مومن کا قبر میں فرشتوں سے یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص دنیا میں پکا نمازی ہوا ہے۔ اور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہفت روزہ

خدا کا دین

لاہور

جلد نمبر ۳۲ — شماره نمبر ۷۱

کارکردہ

شیخ انیسٹر مولانا احمد علی تاج محمدی

مدیر مسئول

باشین شیخ انیسٹر

مولانا عبد اللہ سید انور

رئیس التحریر

مفت اسلام حضرت مولانا مفتی محمود

مدیر

محمد سعید رحمن علوی

ادارہ تحریر

مولانا محمد اجمل

زاہد الراشدی

ساجد محمد سوزی

بدل شترک

۳۰

۲۰

۱۰

ایک سو

سالانہ

نشانہ

سہ ماہی

نہ ہفت روزہ

ان بے گناہ روحوں کے نام

جو انتخابی دور میں

حکمران پارٹی کے ظلم کا نشانہ

بنے گئیں

اللہ تعالیٰ ان شہداء کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے اور

ظالم اپنے کئے کی سزا بھگتیں!

علم



# اپنے انجمن کا خیال رکھو اور احکام شریعت کو محکم کر دو

(محمد شفیع عرشدین (میرپور خاص) سندھ)

دوزخ میں ہوگی۔ دانشوری آیت - ۷)

طعن ۱ :- ہر شخص کو دیکھنا چاہیے، کہ اس نے  
کل کسے لئے آگے کیا بھیجا ہے ؟ اور اللہ سے  
ڈرو، کیونکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے  
(الحشر آیت ۱۸)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ اور  
کو ایک پر معنی، جامع اور مختصر ترین خطاب فرمایا تھا کہ :  
یا نبی ادو! انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ایک - تعلیمات اللہ العباد الی اللہ الی الجنت والحدی  
انسا - دتفسیر انجیم آیت ۲۲ - اذین کثیر

ترجمہ :- اے نبی ادو! میں حضرت رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا قاصد تمہاری طرف آیا ہوں، تاکہ تم  
کو سکھاؤں کہ تمہیں مکر اللہ تعالیٰ کی طرف ڈرنا  
ہے، پھر اعمال کے حساب کے بعد جنت میں جاؤ گے  
یا دوزخ میں۔

اس پیغام میں ہمارے لئے نہت بڑا سبق ہے، مگر  
مقام افسوس ہے کہ ہم غفلت سے بیدار ہو کر آخرت سے  
کی تیاری نہیں کرتے۔

چھانڑو حال قیامت دے پیند لیشی

کہ حال ہے خبراں سخت ناز خواہ بود (سعدی)

یعنی تو ایک دم کے لئے قیامت کے حال کا اندیشہ کیوں کرتا۔  
جو لوگ اس سے غافل ہیں۔ اور اس دن کے لئے تیاری نہیں  
کرتے ان کا حال بہت برا ہوگا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم مہر بندی رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں کہ : افسوس کہ جو چیز فانی زندگی میں مطلوب  
(باقی ۶ پر)

ہے نہ زندگی تو اسی کی جو مرث دین پر

دہی ہے کام کا اسلام کے جو کام آیا (جہاں)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

اِنَّ اَوْلٰى اِلَیْهِ سَبٰغٌ الْمَسْكُوٰی - (انجیم آیت ۴۲)

اور یہ کہ سب کو آپ کے رب ہی کی طرف  
پہنچا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ :-

ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر ہمارے ہی  
پاس آؤ گے۔ (العنکبوت آیت ۵۷)

لہذا ایک دن قیامت آئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے  
حضور میں سب کی حاضر ہوگی۔ اور اعمال کا حساب ہوگا۔  
اور ہم نے ہر آدمی کا اعمال نامہ اس کی گردن کے ساتھ  
لگا دیا ہے۔ اور قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال نکال کر  
ساتھ کرے گا۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے۔ آج اپنا  
حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

(بنی اسرائیل آیت - ۱۳)

اور اس دن اعمال تو لے جائیں گے :-

اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا۔ پھر جس  
کا پلہ بھاری ہوگا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے  
اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ لوگ ہوں گے جنہوں  
نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار  
کرتے تھے۔ (الاعراف آیت ۸-۹)

اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ نیکوکار جنت میں جائیں گے  
اور بیکاروں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا :-

جنت جنت میں ہوگی۔ اور ایک جماعت



# صراطِ مستقیم سے انحراف

تباہ ہونے کے مترادف ہے

جائیں شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم



بعد از خطبہ مسنونہ !

اغوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن

الرحیم ۔

إِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا  
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَلُّكُمْ  
بِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْقَهُونَ ۔

یہ آیت کریمہ سورہ انعام کی ۱۶۹ ویں آیت ہے جس

کا ترجمہ ہے ۔

”یہ میری سیدھی راہ ہے پس اس کی تم پیروی  
کرد اور متفرق راستوں پر مت چلو ، پس  
دیکھ طرز عمل ، تمہیں سیدھی راہ سے ہٹانے کا  
اس کی اللہ تعالیٰ تمہیں وصیت کرتے ہیں تاکہ  
تم متقی ہو جاؤ“

گویا اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم اپنانے اور اس پر  
چلنے کا حکم فرمایا ۔ اور فرمایا ایسا کرو گے تو متقی ہو جاؤ گے  
یا درکھیں ”لعل“ کا معنی عام حالات میں ”شاید“ نہیں لیکن  
اس کی نسبت جب خدا ، رسول ، قرآن کی طرف ہو تو  
معنی ”یقین“ میں بدل جاتا ہے گویا معنی ہو گا کہ اس پر  
چلو تو یقیناً متقی ہو جاؤ گے ۔

قرآن کریم نے اپنی ابتدائی سورہ ”فاتحہ“ میں ہر  
مسلمان کو ”صراطِ مستقیم“ کے طلب کی دعا سکھائی ۔  
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ”اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ  
دکھلا“ اور ”صراطِ مستقیم“ کی تعریف اسی کے ساتھ مفضل  
یہ فرمائی صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی ان لوگوں

کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ وہ انعام یافتہ کون ہیں ؟  
اس کا جواب بھی قرآن عزیز نے سورہ نساء میں دیا ہے ۔  
یعنی نبی ، صدیق ، شہید ، صالح ۔ یہ چار طبقہ ہیں جن پر اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا ۔ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۔  
گویا اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم پر چلنے کا حکم ہی نہیں دیا  
بلکہ اس کی وضاحت بھی فرمادی کہ وہ کون سی راہ ہے ۔

پاکستان کا وہ حصہ جو آج سنگھ دبیش کے نام سے موسوم  
ہے ۔ اس میں انقلاب اور جوانی انقلاب کی جو صورت حال  
ہے اور جس طرح انسانی خون بے دریغ طریتی سے بہا رہا  
ہے ، عزتیں لٹ رہی ہیں ۔ یہ سب کچھ پڑھ رہے ہیں  
سن رہے ہیں اور پریشانی کا ایک عالم ہے اور اس کے  
ساتھ اس حصہ میں جو صورت حال ہے وہ بھی آنکھوں کے  
سامنے ہے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے ؟  
یہ حیثیت مسلمان سوچا جائے تو بات بالکل واضح ہے یعنی  
یہ کہ وہی صراطِ مستقیم جس کو مانگنے کی دعا اللہ تعالیٰ نے  
خود سکھائی اور جس کی اتباع و تابعداری کا اللہ نے حکم  
دیا ہے ۔ اس سے انحراف اور گریز ہماری تباہی و بربادی  
کا باعث بنا ہوا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ایک واضح فیصلہ ہے ، سنت الہی ہے  
جس پر واقعاتی شہادتوں سے قرآن بھرا پڑا ہے ۔ قرآن کا  
فیصلہ ہے کہ جب کسی قوم نے کجروی اور بے عملی اختیار کی  
تو انہی کو اللہ تعالیٰ تباہ کر دے اس قسم کی قوموں کو زیر و زور



کر دیا۔ سکون و اطمینان کی دولت سے محروم کر دیا۔ آپس کی رقابتیں، جنگ و جدل اور باہمی جھگڑتوں نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ ایک ایسی صورت ہے جو کبھی نہ تبدیل ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی کیونکہ خدا کا ارشاد لَوْ تَبَدَّلَ مَسْئَلَتُ الْمُشْرِكِينَ لَبَدَّلْنَا خَلْقَهُمْ سِرًّا وَلَآ يَشْعُرُونَ اس قرآنی کسوٹی کے مطابق ذرا اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں۔

میں نے پہلے بھی کئی بار عرض کیا کہ اس برصغیر کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمتوں سے نوازا۔ حتیٰ کہ ”ہبوط آدم“ یعنی آدم علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا ہوا تو اسی برصغیر کی سرزمین کو آپ کے قدمِ مہینت لزوم سے نوازا گیا۔ اس کے بعد حضور بنی کریم علیہ السلام کا مبارک زمانہ آنا تو یہاں کی سرزمین پر آپ کے ساتھی یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں ہی یہ سرزمین اہل حق کی تشریف آوری سے پہرہ ور ہو چکی تھی۔ اس کے بعد اس سرزمین پر ہمیشہ اہل حق موجود رہے۔ اور ایک طویل عرصہ تک یہاں ملتِ اسلامیہ اختیار و اقتدار کی بھی مالک رہی۔ باوجودیکہ یہاں مسلمان کبھی اکثریت میں نہ تھے ہمیشہ ہی اقلیت میں تھے۔ لیکن ایمانِ قوت، دینِ غیرت، اخلاقی برتری، فرائضِ دینیہ میں انہماک جیسی اعلیٰ صفات کے پیش نظر قدرت کی اعانت و نصرت ان کے ہمراہ تھی اور ہر طرف ان کا طوقی ہوتا تھا۔ لیکن جو انہی اخلاق و کردارِ مذکورہ تنزل ہوئے، روحانیت کی جگہ مادیت نے ڈیرا جما لیا تو رَجَّعَ اللہُ لَا یُعْذِرُکُمْ مَا بَقِیَ مِنْ حَتِّیْ یُعْذِرُوا مَا بَأْثَبُھُمْ کے قرآنی قاذن کا لاگو ہونا ضروری تھا۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک تبدیل نہیں فرماتے جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل لے۔ اس سلسلہ میں ایک مشہور شعر بھی ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدل  
نہ جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یعنی جب قوم اجتماعی طور پر ایک رُخ اپنا لیتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کو اسی طرف کھٹا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس اصولِ ربانی کو سامنے رکھیں اور پھر سوچیں کہ جب ہم بڑے طمطراق اور کدو فرسے یہاں حکومت کر

تھے ہماری کمیتیاں اہلہا رہی تھیں، دوست کی ریل پیل تھی مدارس اور یونیورسٹیوں سے ملک بھر پڑا تھا تو پھر اچانک بربادی کا انقلاب کیوں آیا؟ ظاہر ہے کہ اس انقلاب کا سبب ہماری اجتماعی بے راہ روی تھی۔ اس بے راہ روی نے ہمیں غلام بنایا۔ ہم افلاس، جہالت، ناداری، غربت، آپس کی لڑائی جھگڑوں اور نہ معلوم کن کن مصائب کا شکار ہو گئے۔ پھر قدرت نے ایک طبقہ پیدا کیا جس نے حالات کا رُخ موڑنے کی کوشش کی۔ یہ وہی طبقہ تھا جس کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تا قیام قیامت حق کی خدمت کرنے والے برابر موجود رہیں گے۔ اسی طبقہ کے سرخی حضرت محمد الف ثانیؑ تھے۔ اسی میں شاہ ولی اللہؒ اور ان کی اولاد تھی، سید احمد شہید تھے، شاہ اسماعیل شہید تھے، پھر اکابرین دیوبند تھے، مجاہدین حریت تھے جنہوں

### بقیہ: اپنے انجام کا خیال رکھو

ہے اسے انسان حاصل نہ کرے۔ اور دوسرے لافنی احمد میں مصروف رہے۔ ایسا شخص کل قیامت کے دن کس طرح زبانِ عقد کھول سکے گا؟

ترسم کہ یار با مانا آشنا بماند

تا دامن قیامت ایں غم بماند

مجھے ڈر ہے کہ جب قیامت کے دن مجھے حساب و

کتاب کا غم دامن گیر ہوگا تو میرے یار و دوست اس

وقت مجھے پہنچانے والے نہ ہوں گے۔ ہر ایک کو اپنی فکر

دامن گیر ہوگی۔ (راز مکتوب ۶-۷ دفتر اول)

نیز آپ ہی کا قول ہے کہ: دوبارہ دنیا میں آنا نہیں

جو کوئی اسی جہاں میں اندھا رہے تو وہ آخرت میں

بھی اندھا ہوگا۔ اور راستہ سے بہتے در

ہٹا ہوا ہے۔ ”ربی اسرائیل آیت - ۷۳“

الغرض کام کرنا چاہیے۔ باتیں کہنے سننے سے کوئی راستہ

نہیں نکلتا۔ (راز مکتوب ۹۹- جلد دوم)

آپ کی یہ ہدایت بھی یاد رہے کہ: قرآن مجید اور

احادیث نبویہ سب کے سب ادا کی گئی احکامِ شرعیہ کی

دعوت دیتے ہیں۔ مراہط مستقیم یہی ہے اس کے علاوہ

سب راستے شیطانی ہیں۔ (راز مکتوب ۱۵ جلد سوم)



سیرت اقدس حسن عظیم

# رحمت العالمین

صلی اللہ علیہ وسلم

ایک نفسیاتی مطالعہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ  
اللہ نے فرمایا: اے رسول! ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے،

ظہورِ رحمت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول (۱۲ اپریل ۱۹۷۷ء)

پیر کے دن عرب دیس کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ قریش کا خاندان عرب بھر میں ممتاز تھا۔ اس میں بہت سے قبیلے تھے۔ جن میں بنو ہاشم شرافت و نہایت میں مانے ہوئے تھے اور اللہ کی سب سے زیادہ عزت والی مسجد بیت اللہ کے خدمت گزاروں میں اہل مقام رکھتے تھے۔ حضرت ہاشم اس قبیلے کے سردار تھے۔ آپ کے دادا صاحب کا نام عبدالمطلب اور والدہ صاحب کا نام عبد اللہ تھا۔ حضرت ہاشم آپ کے پردادا تھے۔ والدہ صاحبہ کا نام آمنہ بنت وہب تھا۔ جو مدینہ کی رہنے والی اور بنو ہاشم کے قدیم رشتہ دار قبیلے سے تھیں۔ حضرت عبد اللہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ آپ نے یتیمی اور قریشیوں کی آنکھ کھولی۔ اس طرح اللہ پاک نے دنیا بھر کے یقینوں، کسوں اور غریبوں کو خوشخبری دی کہ کائنات کا محسن اعظم ان ہی لوگوں میں سے چنا گیا ہے۔ یہ لوگ سوچیں کہ یتیمی اور غریبی عجیب نہیں ہے ہاں اللہ کا فرمانبردار رہتے ہوئے بند حوائم، امانت و دیانت اور جدوجہد کی زندگی بسر کی جائے۔

رضعت

آپ کو چند روز تک آپ کی والدہ نے دودھ پلایا۔ پھر بھی کچھ دن ایک دائی تڑپہ گئے دودھ پلایا۔ عرب کے دستور کے مطابق دیہات کی انائیں زموں بچوں کو اپنے گھر لے جاتیں اور رضاعت (دودھ پلانے) کی مدت کے بعد انعام و اکرام پاتی تھیں۔ آپ کی پیدائش کے

پہنچے میں کئی بچے مکہ میں پیدا ہوئے اس پاس کے دیہات سے انائیں آئیں اور امیر ماں باپ کے بچوں کو لینے لگیں۔ وہ آپ کو یتیم اور غریب پاکر کترا گئیں۔ دنیا داروں کی نظریں مال و دولت پر جاتی ہیں۔ یہی ان کا معیار ہے۔ سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔ کچھ دار انسانوں کی نظروں میں شرافت سب کچھ ہے۔ ایک اتا حبیبہ آپ کو لے گئی۔ وہ سب سے پیچھے آئی۔ اس کی اونٹنی کمزور تھی۔ آہستہ چلتی تھی۔ مگر جب سب انائیں روانہ ہوئیں تو حبیبہ کی اونٹنی سب سے آگے تھی۔ اللہ پاک نے حبیبہ اس کی اونٹنی اور اس کے گھر کو برکت بخشی۔ یہ برکت آپ کی وجہ سے خاص اور نمایاں تھی۔ مگر دیکھو ہر یتیم کی پرورش میں برکت ہے۔ یتیم کے سر سے باپ کا سایہ اٹھتا ہے تو وہ خالق کائنات کی خصوصی رحمت کے سامنے میں آجاتا ہے۔

بچپن

رحمۃ للعالمین کہیں ہی سے کچھ دار بنس مکہ اور قریہ واسلے تھے۔ بڑوں کا ادب کرتے اور نہایت صاف ستھرے رہتے تھے۔ آپ کی باتیں میٹھی میٹھی اور دانائی والی تھیں۔ آپ کے سب کام اچھے تھے۔ آپ نے نوجوانی میں قدم رکھا تو ایک تجارتی سفر میں ملک شام تشریف لے گئے۔ آپ محنت، مشقت کے کاموں کو پسند کرتے تھے بکریاں اور اونٹ چرانا آپ کا ابتدائی شغل تھا۔ اللہ پاک نے آپ کو نوجوانی میں جانوروں کی گلہ بانی کا تجربہ دیا۔ تاکہ بڑے ہو کر آپ انسانوں کو ہدایت دیں جن کا حال جانوروں سے بھی بُرا تھا۔ جوان ہو کر آپ نے تجارت کی۔ معاملہ کے نہایت صاف اور سچے تھے۔ امانت اور جوانی



کا یہ عالم تھا کہ عرب بھر میں آپؐ ابن اور صادق کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ مکہ کی ایک تاجر وحدت حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو اپنے تجارتی قافلہ کا مختار بنا کر ملک شام روانہ کیا۔ اللہ نے تجارت میں نفع بخشا۔ واپس آکر آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو ایک ایک پیسہ کا حساب دے دیا۔ محنت اور معاملہ کی سچائی تجارت میں کامیابی کے اصول ہیں۔

اسی عمر میں آپؐ نے قوی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔ غریبوں، مسافروں اور مظلوموں کی امداد کے کئی مفید کام کئے۔ ایک امن کی انجمن قائم کی، جنگی مشقوں میں شریک ہوئے۔ ان جوانوں ہی نے قوتوں کی زندگی بدل دی اپنی قوم کا اخلاق ہوتے ہیں۔ جوانوں کے لیے آپؐ کی جوانی کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

**شادی** پچیس برس کی عمر میں آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔ وہ بیوہ تھیں۔ دودھ پیرہہ ہونے کا غم اٹھا چکی تھیں۔ عمر بھی چالیس برس کے قریب تھی۔ انہوں نے آپؐ سے شادی کی درخواست کی۔ آپؐ کے لیے کسی دشمن سے شادی کرنا آسان تھا۔ لیکن یہ شادی کہہ کے رحمۃ للعالمینؐ نے بیواؤں کے لیے رحم و کرم کی اعلیٰ ترین مثال قائم فرمائی۔

**گوشہ نشینی** جوانی میں اللہ کی عبادت کا بڑا دھچ گوشہ نشینی ہے۔ شادی کے بعد آپؐ مکہ سے تقریباً سیریل کی مسافت پر حرا پہاڑ کے ایک غار میں گوشہ نشین ہو کر اللہ کی یاد میں مصروف رہنے لگے۔ کبھی بیوی بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے۔ اس طرح دنیا کے ہنگاموں سے لٹک کر پوری کیسوی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے۔ گھر سے سٹو اور پانی لے جاتے۔ کبھی کبھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر راستوں پر نظر دوڑاتے آتے جاتے مسافروں کو ہانڈ کے اشارے سے روک لیتے نیچے اتر کر سٹو اور پانی۔ سے ان کی خدمت کرتے۔ اللہ کی خدمت کے ساتھ بندوں کی خدمت بھی ضروری ہے۔

**تیسرے اللہ کی تعمیر** ایک سال مکہ میں بہت زور کی بارش ہوئی۔ ہر طرف سیلاب نے

کعبۃ اللہ کی دیواروں کو بہت نقصان پہنچایا۔ پانی خشک ہو جانے کے بعد کہ اور اس کے آس پاس کے قبیلوں نے مل کر کعبہ کی بوسیدہ دیواروں کو گرا کر دوبارہ تعمیر کیا۔ کعبۃ اللہ کی نئی تعمیر کے بعد حجر اسود کو نصب کرنے پر مکہ کے سرداروں میں جھگڑا ہو گیا۔ تنویر بنیام سے باہر آ گئیں۔ سردار خود غرض تھے۔ نیکی کے کام میں بھی جو دھڑاٹ کی مدد تھی۔ وہ آپس میں طے نہ کر سکے کہ حجر اسود کو کون سردار اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھے۔ آخر انہوں نے طے کیا کہ اب جو شخص باہر سے کعبۃ اللہ میں آئے گا وہ حجر اسود نصب کرے گا۔ اتفاق سے اسی وقت آپؐ سب رنگ آپؐ کو دیکھ کر پکار اٹھے جَاہِلُ الْاَوَّلینَ وَضَیِّنَا۔ امین شخص آ گیا ہے۔ ہم اس کے فیصلے پر رضامند ہیں۔ آپؐ نے قوی کام کو قوی کر دکھایا۔ حجر اسود کو چادریں رکھا۔ سب سرداروں کو چادر اٹھانے میں شریک کیا۔ اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر اپنے ہاتھوں سے نصب کر دیا۔ آپؐ کی دانائی اور رحمت سے مکہ کے لوگ بہت بڑی جنگ سے بچ گئے۔

## نبوت

چالیس برس کی عمر ہونے پر اللہ پاک نے رحمۃ للعالمینؐ کو نبوت عطا فرمائی۔ رحمت کو پیغام کی صورت میں پھیلانے کا آپؐ پر فریضہ عاید کیا گیا۔

دنیا والے اللہ سے بے پرواہ تھے، بتوں کے پیجاری تھے۔ یہودہ رسوں کے پابند تھے۔ جھوٹی عزت کو سب کچھ سمجھتے تھے، ناپاک زندگی گزار رہے تھے۔ آخرت کے فکر سے غافل تھے۔ انسان انسان کا دشمن تھا۔ امن زمانہ سے اٹھ چکا تھا۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بندوں کو اللہ کا پیغام سنایا۔ توحید کی دعوت دی، بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ عبادت کے صحیح طریقے بتائے، ظاہر اور باطن کی پاکیزگی سکھائی۔ اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ بری رسموں کی برائی بیان کی۔ انسانوں کو انسان بنایا۔ آخرت کی زندگی کی وضاحت فرمائی۔

عورتوں کو ورثہ سمجھا جاتا تھا، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا رواج تھا۔ غریبوں کو غلام بنا کر بیچ دیتے تھے۔



شراب، جڑا اور بدکاری عام تھی۔ آپؐ نے عورتوں کی تکویم کی۔ ان کا حق قائم کیا۔ لڑکوں کو عورت دی۔ غلاموں کو آزادی دلائی۔ اور اخلاقی برائیوں کے سب ذریعوں کو بند کر دیا۔

**مخالفت** اہل عرب جہالت اور برائیوں میں مانے ہوئے تھے۔ مرعین کو شفا دینے والی دوا کو دی معلوم ہوتی ہے۔ وہ حکیم پر منہ بسورتا ہے اور حکیم کی مخالفت کرتا ہے۔ اچھے استاد کی بڑے شاگرد مخالفت کرتے ہیں۔ اہل مکہ نے آپؐ کی سخت مخالفت کی، مگر آپؐ ان کے خیر خواہ تھے، ان پر شفیق اور رحیم تھے، ان کی ہدایات پر اپنے آرام و راحت کو ختم کر چکے تھے۔ اللہ نے فرمایا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ مُّقِرٌّ ۖ كَفَسَدَتِ ۙ اَلَا يَكُوْنُوْنَ مَوْجِبِيْنَ رَیْبٍ ۙ (۵۰)  
”اے نبی! کہیں آپؐ اپنی جان کو اس پر ہلاک نہ کر لیں کہ یہ لوگ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔“  
اللہ کا حکم تھا:۔

فَاِذْ يَخْرُجُ اِلَيْكَ اَمْرٌ ۚ فَاَنْتَ تَكُوْنُ لَهَا رَیْبٌ ۚ (۵۱)  
دوسرے الفاظ میں:

”اے نبی! آپؐ لوگوں کو دین کی نصیحت فرما دیجئے آپؐ کا کام نصیحت فرما دینا ہے اس سے زیادہ آپؐ کسی پر واروغہ نہیں۔“  
بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ ۚ اے رسول! اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچا دیجئے۔

پیغام پہنچا دینا اور اس پر لبیک کہنے والوں کی اصلاح و تنظیم کرنا آپؐ کا کام تھا۔ اس سے زیادہ آپؐ کسی کو ہدایت پر قائم کر دینے کے ذمہ دار نہیں تھے۔ لیکن آپؐ کی رافت و رحمت ذاتی آرام پر غالب آچکی تھی اس صفت میں آپؐ بلاشبہ سب انسانوں کے محسن و عظم تھے۔ دنیا میں ایسے بھی نبی اور رسول آئے جن کے بہت کم ماننے والے ہوئے۔ اللہ پاک نے ان کی نبوت اور خدمت کو عزت بخش۔ اُن سب کو نوازا اور سیادت و مکومت کا اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔

مکہ مکرمہ میں کئی بڑے، کچھ بچے، جوان، مرد، عورتیں، شیر، گرہ، سرس اور بی آپؐ کی پیچی اور اچھی تعلیم

یا کہ مسلمان ہو چکے تھے۔ آپؐ بھی ان لوگوں کو کافی سمجھ بچھ لیکر، آپؐ رحمت للعالمین تھے۔ کل دنیا کے انسانوں کو اللہ کی رحمت سے سرفراز دیکھنا چاہتے تھے، سب لوگوں کی نجات کے درد مند تھے۔ اللہ اللہ! آپؐ کی شفقت اور رحمت! ابدائیں اٹھا اٹھا کر سلوک کیا اور بری باتیں سن سن کر دعائیں دیں۔

**محبت** دنیا و اردن کے لیے گھر بار، کاروبار، برادری اور وطن سب کچھ ہے، اللہ کے فرمانبردار، رسولؐ کے لیے اللہ کی رضا سب کچھ تھی۔ کافروں نے آپؐ کے قتل کا فیصلہ کر کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف مسلح آدمیوں کا پہرہ بٹھا دیا۔ تاکہ جب آپؐ گھر سے باہر نکلیں تو آپؐ کو شہید کر دیا جائے۔ برائیوں کے خور کو لوگوں کو نیکی اور انصاف کی باتیں ناگوار گزرتی ہیں۔ محسنوں کے ساتھ برائی سے پیش آنا اکثر دنیا داروں کا شیوہ رہا ہے۔ آپؐ کفار مکہ اور دنیا بھر کے لوگوں کو غلط عقیدوں اور بڑے اعمال کی غلطیوں سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لانا چاہتے تھے۔ کفار مکہ اس نورِ مشین ہی کو ٹھکڑا کر دینے کے درپے ہو گئے۔ لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپؐ کے محافظ تھے۔ وہ اپنے نور کا کمال دنیا و ماوراء کو دکھانا چاہتے تھے۔ اللہ نے آپؐ کو کافروں کے خطرناک فیصلہ سے پہلے ہی مکہ سے ہجرت کی تیاری کا حکم فرما دیا تھا۔ اس بارے میں آپؐ نے سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کو مطلع فرمایا۔ انہیں اپنا رفیق سفر منتخب کیا اور دو اونٹنیوں کا بندوبست کر دیا۔

آخر وہ سات آگئی جس کے لیے اللہ نے آپؐ کی مکہ سے یثرب کی جانب ہجرت مقدر فرمادی تھی۔ دنیا کی تاریخ نے نور و ظلمت کے اس واقعہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ محفوظ کیا ہے۔ ایک طرف انسانیت کے محسن و عظم دوسری طرف کافروں کی جان لیوا دشمنی کی انتہا (CLIMAX) تاریخ کا یہ تقابل (CONTRAST) بے مثال ہے۔ ان حالات میں انسانی فطرت لازماً مذہبات سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی حالات میں انسان کے ایمان و یقین، صبر و استقامت، عالی ظرفی اور شجاعت کا کڑا امتحان ہوتا ہے۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ ملاحظہ فرما رہے



تھے۔ اس سخت ترین نازک وقت میں آپؐ نے سب سے پہلا جو قبیلہ فرمایا وہ اپنے پاس رکھی ہوئی لوگوں کی امانتوں کی دہائی کا انتظام تھا جس کے لیے آپؐ نے حضرت علیؓ کو اس کام پر متعین فرمایا۔ اور تاکید فرمائی کہ پوری ذمہ داری کے ساتھ انہیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔ برائی کا بدلہ بھلائی رحمت للعالمین کا اسودہ حسنہ تھا۔ پھر نہایت درجہ صبر و استقامت کے ساتھ گھر سے باہر قدم نکالا اور آزمائش میں پورے اترے۔ آپؐ اللہ کی راہ پر تھے۔ اللہ کی حفاظت میں تھے۔ (إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ)۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپؐ نے زمین سے مٹی بھر خاک اٹھا کر کافروں پر پھینکی۔ کافر نیند میں اوندھنٹے گئے۔ اور آپؐ بغایت مدینہ منورہ کی راہ پر رواں ہوئے۔

با برکت میں پیش کرتے جاتے۔ آپؐ سب کا شکر یہ ادا کرتے اور فرماتے۔ میری اونٹنی اللہ کی رضا کے مطابق جس شخص کے مکان کے سامنے ٹھہر جائے گی میں اسی کا مہمان بنوں گا۔ سب بچوں، جوانوں اور بڑوں کے دل جذبات سے بھرے ہوئے تھے کہ دیکھیں کون قبیلہ سب سے زیادہ خوش قسمت ہے جسے آپؐ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ آپؐ کی اونٹنی قبیلہ بنو نضار کے حضرت ابراہیم انصاری کے مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔ بنو نضار کی بھوٹی پھوٹی لڑکیاں بالیاں خوشی سے اچھلنے لگیں۔ انہوں نے دوسرے قبیلوں کی لڑکیوں کو بتا دیا کہ یہ گیت گایا۔

### تنہی منی بچیوں کا گیت

يَا حَبْرَاءُ مَنِ بَنِي خَبْرٍ

يَا حَبْرَاءُ مَحْسَدًا اِقْنِ حَبَابَ

”ہم لڑکیاں بالیاں بنو نضار کی ہیں۔ آگاہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس رہیں گے۔“ آپؐ نے نفی منی بچیوں کو پیار کیا اور پوچھا کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔

مدینہ میں انسان ذاتوں اور برادریوں میں مواخاۃ میں تقسیم تھے۔ اوس اور خزرج قبیلہ سالہا سال تک آپس میں قتل آپس میں قتل و غارت کر چکے تھے ایک دوسرے کی دشمنی کے جذبات طبعی بن چکے تھے۔ رحمت للعالمین نے سب کو گلے ملوایا۔ اوس و خزرج کے لوگوں کو بھائی بھائی بنایا۔ مہاجر و انصار میں مواخاۃ قائم کی۔ دنیا نے دیکھا کہ دین کا رشتہ خون کے رشتہ سے زیادہ مضبوط ہو گیا۔

### غزوات

حق کے مخالف چین سے نہ بیٹھے۔ تاریکیوں سے مانوس لوگ نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانے لگے۔ جب اس میں کامیاب نہ ہوئے تو زور آزمائی کے لیے لشکر بنا کر اور بڑے بڑھ کر آئے۔ اہل حق کسی سے مغلوب ہونے والے نہیں۔ عبادت اللہ کے سامنے عاجزی ہے، بندوں کے سامنے عاجزی نہیں۔ اللہ سے خدے حاروں اور

### مدینہ منورہ میں رسول اللہ کی تشریف آوری

مکہ کا چاند مدینہ میں پہنچا۔ پورا شہر آپؐ کے جمال جہاں تا کی زیارت کے لیے امداد آیا۔ مسرت سے دلوں کی کلیاں کھل گئیں۔ ہر شخص خوشی سے جھوم جھوم گیا۔ بچوں، جوانوں اور بڑوں کی آنکھیں ریح اقدس سے پُر نور اور دل نشاط آرزو سے جگمگا اٹھے۔ پردہ نشین خواتین نے جمال محمدیؐ دیکھ کر بے اختیار یہ نغمہ گایا۔

### نغمہ استقبال

(ماؤں اور بہنوں کا گیت)

طَلَعَتِ الْبُشَيْرُ عَلَيْنَا مِنْ شَيْبَاتِ الْيُودِ  
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا اللَّهُ دَاعٍ  
أَيُّهَا الْمَعْصُومُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمِيرِ الْمَطَاعِ  
ہم پر دواعی پہاڑ کی گھاٹیوں سے بھر پور روشنی والا چاند نکل آیا ہے۔ ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگتے رہیں اے ہمارے رسول! آپؐ وہ احکام لے کر آئے ہیں جن کی اطاعت کرنی ہی چاہیے۔

آپؐ جس راہ سے گزرتے صحابہ کرامؓ خلوص و عقیدت کے جذبات اور مہمانی کی قبولیت کی درخواستیں بار بار خدمت



ہمتیں پست تھیں۔ سب حراستیں ختم ہو چکی تھیں۔ آپ تمام عرب کے واحد فرمانروا تھے۔ آج اہل دنیا کو خیال ہو سکتا تھا کہ آپ مکہ میں ایک شہنشاہ کی حیثیت سے داخل ہوں گے مگر ایسا نہ ہوا۔ رحمتہ للعالمین کامل اس اور بے مثال رخصتوں کے ساتھ مکہ میں تشریف لائے۔ مکہ میں تمام فردو بشر آپ کو دیکھنے کے لیے کھلے میدان میں جمع تھے۔ ان میں آقا و غلام اور غلام و مظلوم سب ہی شامل تھے۔ سرادارائے قریش یہ دیکھ کر حیران تھے کہ رحمتہ للعالمین نے اللہ کی حمد عبادت اور مسادات انسانی کا جو درس ابتدائے نبوت میں دیا تھا اور جسے ان کی مشکرتہ طہارت نے کبھی نہ مانا تھا۔ فاتح عرب بن کر بھی آپ نے آئیں زندگی کا وہی نمونہ پیش فرمایا۔ مگر سب دنوں سے زیادہ واضح اور دلکش۔

## شکرِ نعمت

رحمتہ للعالمین دس ہزار قدوس صحابہ کرام کے جلوں اور منی پر سوار تھے عظیم فتح کے وقت بھی سر اللہ کے شکر میں جھکا ہوا تھا اور اللہ پر اللہ کی حمد و تقدیس اور سورۃ فتح کی آیات تھیں۔

## عجیب منظر

اس سے بھی زیادہ عجیب منظر دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ اونٹنی پر فاتح مکہ کی بیٹی میں پیارے نواسوں کی بجائے آپ کے خادم حضرت بن حارثہ کا پیارا بیٹا اُسامہ بیٹھا ہے۔

اللہ اللہ! غلام ابن غلام کا اس قدر عروج! فتح مکہ دراصل مساداتِ انسانی کی سب سے پہلی اور سب سے عظیم فتح تھی ناممکن ہے کہ تاریخ انسانی ایسی کوئی مثال پیش کر سکے۔

## لطف و کرم

رحمتہ للعالمین کی رحمت سے نہ صرف اپنے فیض یاب ہوئے بلکہ دشمن بھی محروم نہ رہے۔ آپ نے اللہ کی حمد و تسبیح کے بعد تمام دشمنوں کو تمام مجرموں اور تمام قاتلوں کو فرمایا۔

لَا تُؤَيِّبُ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ إِذْ هَبُوا انْتُمُ الطُّلُقَاءُ  
آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم سب کو چھوڑ دیا۔

دلوں کو بغض و کینہ سے صاف کرنے کے بعد خانہ کعبہ کو تمام بتوں سے پاک کیا گیا۔ اللہ کا گھر صرف اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص ہو گیا۔

حجۃ الوداع سنہ ہجری میں رحمتہ للعالمین نے آخری حج

شہنشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے مسلمانوں نے غفلت نہ کی جو کچھ تیاری ممکن تھی ممکن کی۔ پورے جوش کے ساتھ نکلے اور ہر بار ظالموں کو شکست دی

اخترامِ انسانیت  
ناحق خون بہانے والے قید دستور کے مطابق قتل کیا جاتا تھا۔ انہیں بھوکا مارا جاتا تھا۔ ان پر قسم قسم کے ظلم ڈھا کر آہستہ آہستہ جان نکالی جاتی تھی۔ انہیں درختوں سے باندھ کر ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ انہیں سولی پر چڑھا کر نو آموز تیر اندازوں کے سپرد کیا جاتا تھا۔ لیکن رحمتہ للعالمین نے قیدیوں کو مہانوں کی حیثیت دی۔ صحابہ کو حکم دیا جو خود کھاؤ وہ انہیں کھلاؤ۔

صلح حدیبیہ  
سنہ ہجری میں رحمتہ للعالمین نے حج کا ارادہ فرمایا۔ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ

میں مکہ کے قریب پہنچ کر حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ کفار کو آپ کے حج کرنے کے ارادہ کی اطلاع ملی۔ وہ مزاحم ہوئے۔ فساد اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ آپ کو اس پیارا تھا کفار کی شرائط پر صلح کر لی۔ اس کی خاطر ایفائے عہد کی بے نظیر مثالیں قائم کیں۔ اسلام کے پیغام کو عرب کے باہر شامان عالم کو پہنچایا۔ فرضِ نبوت کو پورا کیا آپ رحمتہ للعالمین تھے۔ سب ذمہ دار لوگوں تک پہنچایا۔ اگرچہ عرب کا ملک، ایران، روم اور افریقہ کے وسط میں تھا تجارتی تعلقات کی وجہ سے ہر قوم و مذہب اور ہر خیال کے لوگ عرب میں موجود تھے۔ آپ کے ساتھیوں کے حلقے میں صہیب رضی، عدیس نینوائی، بلال حبشی، سلمان فارسی، عبداللہ بن سلام یہودی، صرمد بن انس عیسائی وغیرہ مشہور علاقے زمانہ اور مختلف ملک و قوم کے لوگ شریک ہو چکے تھے۔ لیکن رحمتہ للعالمین نے تبلیغ اسلام کی کوششوں میں ذرہ بھر کمی نہ آنے دی۔ جس طرح آپ کی رحمت کی وسعت بے نہایت ہے اسی طرح آپ کی خواہش تبلیغ بے انتہا تھی۔

فتح مکہ  
سنہ ہجری میں کفار مکہ کی جانب سے صلح مکہ کا عہد توڑنے پر رحمتہ للعالمین نے معمولی بھرپور کے بعد مکہ فتح کر لیا۔ اہل مکہ کے نام پر اس رہنے کا فرمان بھیجا۔ کافروں کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ ان کی



ادا فرمایا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار انسانوں کو خطبہ کیا۔ انہی  
آواز والے صحابی آپ کی آواز دور پیچھے ہوئے صحابیوں  
تک پہنچاتے جاتے تھے۔ آپ نے عدل و مساوات، احترام  
انسان، حقوق کی ادائیگی اور خاص طور پر قرآن عظیم پر  
چلنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

قَدْ شَرَكْتُ فِيكُمْ مَالِي تَصِلُوا بَعْدَهُ اِنْ اَعْتَصَمْتُمْ  
بِسْمِ كِتَابِ اللَّهِ (میں تم میں ایسی چیز پھوڑ رہا ہوں جس  
کے بعد تم گمراہ نہیں ہو سکتے۔ وہ یہ کہ تم کتاب اللہ پر  
مضبوطی سے قائم رہو۔

آج انسانیت رحمۃ للعالمین کے سامنے ہیں اپنے اوج کمال  
پر تھی۔ آج اللہ کی رحمت اپنے اتمام کو پہنچ چکی تھی۔ اس  
اجتماع میں اللہ پاک نے قرآن مجید کی آخری آیت نازل فرمائی۔  
اَيُّوْمَا اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ  
نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو  
مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے  
اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔“

تمکبیل دین اور اتمام نعمت کی اس آیت کے ساتھ رحمت  
نے فرہند رسالت کا پورا پورا حق ادا فرما دیا۔ مکہ معظمہ سے  
مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔ راستہ بھر مسلمانوں کو تیاری  
آخرت، تزکیہ و عبادات اور عدل و مساوات کی نصیحتیں فرماتے  
گئے۔ قرآن مجید کو پڑھنے پڑھانے اور اس پر عمل کرتے رہنے  
کی تاکید فرمائی۔

**وفت**

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ بیمار ہو گئے۔ چند  
دنوں بیمار رہے۔ بیماری میں اللہ پاک کی عبادت  
کا انہماک اور زیادہ بڑھ گیا۔ آخر ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن  
اللَّهُمَّ ارْحِنِي الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ اے اللہ! آپ سب سے اعلیٰ  
رفیق ہیں فرماتے ہوئے عالم فانی سے رخصت ہوئے اور عالم  
جاودانی کی مسرتوں کا باعث بنے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
والہم وَاٰھلہٖ وَسَلَّم۔

**شانِ رحمت** اللہ جل شانہ نے تمام انسانوں سے  
عام خطاب کے ساتھ فرمایا:-

خَلَقَ جَاهِلِيَّةً مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَلِيًّا عَلَيْهِ مَا  
عَنِمْ حَوْنِيْنَ عَنِمْ بِاَسْمٰئِیْنِ رَفِیْقِیْنِ

اے انسانو! تم ہی میں سے تمہارے پاس محمد  
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں ایذا پہنچانے  
والی ہر بات ان پر شاق گزرتی ہے وہ تمہاری  
بھلائی کے لیے نہایت درجہ خواہش مند ہیں۔ خاص  
طور پر مومنوں کے ساتھ نہایت شفیق اور کرم فرمنے  
والے ہیں۔“

**درود و سلام** اِنَّ اللّٰهَ ذَا مَلٰئِكَتِهٖ یُصَلِّوْنَ عَلٰی  
النَّبِیِّ ۚ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا  
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا

”اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم (صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو!  
تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو نیاز مندی  
کے ساتھ۔“

فَاِذَا رَپَّ صَلَّی وَسَلَّمْ عَلَیْہِ  
مَتٰی مَا حَ طَیْبٌ وَّ وَافٰی نَسِیْمٌ (انور شاہ)  
(اے رب اکرم! رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)  
پر درود و سلام بھیجتے رہئے۔ جب تک خوشبو پھیلتی  
رہے اور باد نسیم چلتی رہے)

### بقیہ خطبہ جمعہ

نئے انتہائی المناک حالات سے دوچار ہونے کے بعد  
آزادی کی منزل قریب کر دی۔ لیکن جوہنی وہ منزل قریب  
آئی اعلان آزادی سے چندے پہلے فسادات کا ایک ایسا  
لاوا پھوٹ پڑا جس نے پوری دنیا کو ہلاک رکھ دیا۔  
سئم کے واقعات انتہائی شرمناک تھے۔ اس دور  
میں جس طرح عزتیں ٹپکیں، عصمتیں برباد ہوئیں، املاک اور  
جاگیریں تباہ ہوئیں۔ بے تحاشا خون بہا۔ اس دور میں جو  
نفرت و حقارت کا بیج بویا گیا وہ آج ایک تناور درخت  
بن چکا ہے اور برصغیر کا چپہ چپہ آج تک اسی طرح  
امناک نقشہ پیش کر رہا ہے۔ جنگلہ دیش کے موجودہ  
حالات ہوں یا اندرونی ملک کی کش مکش سب چیزوں کا  
ایک ہی سبب ہے یعنی راہِ حق سے انحراف۔ اور  
اس سے چھٹکارے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ فَاتَّبِعُوْهُ۔





گئی ہے۔

”تو میرا ہاتھ پکڑا“ دادا نے کہا۔ ”میرے ساتھ چل میں تجھے رسول اللہ کے پاس لے جاتا ہوں۔ ان سے تیری حق بات کہتا ہوں۔ پریشان نہ بننا دادا جان نے امداد حسین کی اگلی پچھلی اور رسول اللہ کے لئے ہر پہنچا دیا۔ دادا جان نے امداد حسین کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا: ”حضور! اسے میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ بیبا بھی مناسب سمجھیں اس کے لیے۔“

رسول اللہ نے امداد حسین کا ہاتھ ایک دوسرے شخص کے حوالے کر دیا اور فرمایا: ”یہ امداد حسین ہے اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔“

امداد حسین نے ان بزرگ کو غور سے دیکھا اور ان کی شکل و صورت حافظے میں محفوظ کر لی۔ جب بیدار ہوئے تو ان پر عجیب حیرت و انتشار کی کیفیت طاری تھی۔ لاکھ سانپے پر زور دے کر پچانے کی کوشش کرتے لیکن پہچانے نہ جلتے۔ اسی حیرت و انتشار میں کچھ دن گزر گئے امداد حسین نے مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ کھانا تھا محمدت جلال آبادی سے پڑھا تھا۔ اس پر لبثان اور انتشار میں ان کی تواناں اٹھنے لگیں استاد محمدت جلال آبادی سے مل گئی۔ استاد نے پریشان اور کھوئے کھوئے چہرے کو ہنار دیکھ کر حوالہ کیا: ”امداد حسین! تم بابت کیسے ہو؟“ امداد حسین نے آہستہ نظر سے اس کو دیکھا اور رقت زدودلیجہ میں رہا نواب بیان کر دیا۔ نواب صاحب نے یہ سنا کہ وہ کہتا ہے میں ان بزرگ کی خدمت میں ہوں۔ میں نے کہا: ”ہاں میں رسول اللہ کے پاس ہاتھ دیا تھا۔“

محمدت جلال آبادی مسکرا دیتے ہوئے ”اور اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔“

امداد حسین نے آزدگی سے جواب دیا: ”جب تک میری ان بزرگ سے ملاقات نہیں ہو جاتی۔ میں خود کو ناقص و نامکمل محسوس کرتا رہوں گا۔“

استاد نے کہا: ”مربیع لوباری یہاں سے قریب ہی واقع ہے وہاں چلے جاؤ، لوباری میں کسی بے بھی میاں جی نور محمد کا پتر معلوم کر لینا۔ جا کر ان سے مل لو۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری پریشانی اور انتشار کا حتمی علاج کر دیں گے۔“

امداد حسین نے استاد کو مشکوٰۃ نظروں سے دیکھا اور اسی وقت پایادہ لوباری روانہ ہو گئے۔ منزل مقصود تک پہنچتے پہنچتے ان کے پیروں میں آبلے پڑ گئے وہ پھوٹنے لگے اور ان سے پانی جاری

ہوئی۔ نور محمدی ایچ کر انہوں سے میاں جی نور محمد کا پتر پوچھا۔ انہوں نے امداد حسین کو اس مشہور بزرگ سے آگاہ کیا۔ پھر پوچھا: ”آپ اسے میں داخل ہوتے ہی کسی نے میاں جی نور محمد کی طرف اشارہ کیا ہے؟“ وہ نے کہا: ”وہ میں حضرت میاں جی نور محمد پر نظر کرتا ہوں۔“

امداد حسین نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہ بزرگ ہیں۔ رسول اللہ نے جن کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دیا تھا۔ یہ ذرا آگے بڑھے اور انہیں پر شوق نظروں سے دیکھنے لگے پھر خود روشنی سے آگے بڑھے اور میاں جی نور محمد کے قدموں میں گر گئے۔ میاں جی نے انہیں قدموں سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور پوچھا: ”کیا تمہیں اپنے خواب پر یقین کامل اور اعتبار واثق ہے؟“

امداد حسین نے جواب دیا: ”حضرت! ایک ایسا خواب جس میں رسول مقبول موجود ہوں شک و شبہ سے بالا ہوتا ہے۔ میں اپنے خواب پر شک کس طرح کر سکتا ہوں، اس کی صداقت پر مجھے پہلے بھی یقین تھا اب بھی یقین ہے۔“

میاں جی نور محمد نے پوچھا: ”رسول اللہ نے تمہارا ہاتھ کس کے ہاتھ میں دیا تھا؟“

”آپ کے ہاتھ میں!“ امداد حسین نے جواب دیا۔ اپنے خواب کی صداقت پر یقین تو تھا ہی لیکن آپ نے جس طرح میرے خواب کا ذکر کیا ہے اس سے مجھے خود آپ کی ذات بابرکات میں فیوض کائنات کا بھی یقین ہو گیا ہے۔ درنہ ایک ایسا خواب ہے کہ آپ نے اس کی علم نہیں ہونا چاہیے آپ اس سے واقف ہیں۔ اور میرے بتائے بغیر آپ بتا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی کرامت ہے کہ اس کا انکار نہ ممکن ہے۔“

میاں جی نے کہا: ”اچھا تم میرے پاس ہی رہو۔ میں رسول اللہ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ میں تمہاری ماویٰ اور روحانی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔“

امداد حسین میاں جی کے ساتھ رہنے لگے اور ایک مدت بعد عرقہ خلافت حاصل کر لیا۔ اس موقع پر میاں جی نے پوچھا: ”اب بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟“

امداد حسین نے جواب دیا: ”وہی جو خدا پسند کرتا ہے۔“ میاں جی نے کہا: ”جواب واضح ہونا چاہیے۔ تمہارے طالب ہو یا کیمیا چاہتے ہو؟ جو چاہو طلب کر لو، تمہیں بخش دیا جائے گا۔“ امداد حسین رونے لگے۔ کہا: ”میں نے دنیا کے لیے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے۔ میں خدا کو چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ خدا



شاہ اولی نے کہا: ”تم ہندوستان واپس جاؤ گے اور شاہ ولی اللہ کی تحریک کو چھوڑ دے گا۔“

امداد اللہ نے پوچھا: ”شاہ ولی اللہ کی تحریک کا نصب العین کیا ہے۔ اور وہ ہندوستان میں کیسا انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے؟“  
شاہ اہل حق نے جواب دیا: ”ہم تمہیں شاہ صاحب کی تحریک کے نصب العین سے اچھی طرح باخبر کر دیں گے۔ اور یہ تحریک کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے ان تدابیر پر بھی روشنی ڈالیں گے۔“

امداد اللہ شاہ اہل حق کے پاس رہنے گئے۔ انہیں یہ خیال بھی ستاتا رہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں غلب فرمایا ہے۔ اور وہاں ماضی وینا ماضی کے لیکن انہوں نے سوچا کہ پہلے شاہ صاحب کی تحریک اور اس کا نصب العین سمجھ لیا جائے کیونکہ اس تحریک کا نصب العین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضا اور غایت ہی سے ہوگا۔

شاہ اہل حق نے ہندوستان کی بربادی اور تباہی کے دو سبب بتاتے ہوئے کہا: ”شاہ ولی اللہ نے ہندوستان کی بربادی اور تباہی کے بنیادی سبب معلوم کر لئے تھے۔ پہلا سبب یہ ہے کہ ملک میں خاص حال طبعیہ تھا۔ بات کے مادی ہو گئے ہیں کہ کچھ کئے دھبے بغیر اپنے کسی حق امتیاز کی بنا پر مراعات حقوق کے مستحق قرار پورے ملک کی عالم شاعر اور وہ تبادہ نقیب دردیش جوتے ہیں جو بادشاہوں کی طرف سے عطیے اور ولایت پاتے ہیں ان کا عظیم غم ملک اور قوم کی خدمت میں نہیں تھی۔ درپور مری ہوتا ہے۔ یہ حضرات ہیکل کے لئے ڈھنگ نکالتے ہیں مختلف چیلے پہناتے ہیں اور مزار سے زمین وصول کرنا اور اپنا ذریعہ معاش فراہم کرنا ان کا نصب العین ہوتا ہے۔ ان مہذب دروازہ عمریں کا ایک ٹرو پڑتا ہے تو دوسرا تازلی ہو جاتا ہے یہ لوگ ملک باشندوں کی زندگی تک گزر رہے ہیں۔ اور ملک اور قوم پر بارگاہی شہتہ جا رہے ہیں۔“

خوبی اور بدی کا وہ سبب یہ ہے کہ کثرت ویرانہ سوکروں اور دست کاروں پر پانی بادی سولوں کے لئے ہے جس اور ان کی وسعتیابی میں اللہ تعالیٰ نے کام لیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ویش اور بیوک اور افلاس میں مبتلا و قادیار بنایا بھی بنات بر او آتی ہے اس بنیاد کو دبانے کے لیے غیر معمولی ذہنی طاقت اور طاقت پڑتی ہے۔ اور اس غیر معمولی ذہنی قوت کے مصارف بھی رعایا سے ہر وقت دسے حاصل کئے جاتے ہیں۔ مہذب دروازہ گردن

مجھ سے عظیم خدمات سے آتی عظیم کہ ان سے خدا کی تعریف نصیب ہو۔  
فائدہ اٹھائے۔“

میں ہی کے اس میں بیٹے سے لگا لیا۔ پورے ”میں مہاجرین کو جی تو دیتا ہوں۔ جاؤ مہری دعا میں تمہارے ساتھ ہیں اور حد نہیں لایو کس نہیں کرے گا جو چاہتے ہو۔ دی ملے گا۔“

امداد حسین یہاں سے رخصت ہو کر گھر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے لکے ایک رات پھر خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”امداد حسین نے پوچھا اب اس بھیڑ کے لئے کیا حکم ہے؟“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ”تم مجھ سے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں تمہارا انتظار ہے۔“

جب یہ جاگے تو فوراً سفر کی تیاری شروع کر دی اور مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ وہاں ان کی ملاقات مولانا شاہ محمد الحق سے ہو گئی۔ یہ شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے حضرت عبدالغنی حضرت دہلوی کے تھے۔ انہوں نے شاہ ولی اللہ کی تحریک چلانے کی بھیج دی۔ ان کی تشریف آوری کے برصغیر میں ایک نیا ماحول بنی۔ لیکن انہوں نے غیر ان کی مخالفت اور ریشہ وریوں نے ان کا کام بنا دیا تھا۔ اسی سبب میں سید احمد شہید ہو گئے تھے۔ شاہ محمد الحق تحریک کی ناکامی کے بعد مکہ ہجرت کر گئے اور وہیں مستقل قیامت اختیار کر لی۔ وہ ہیں سید محمد الحق کی قیادت فرمائے تھے۔

انہوں نے فرمایا: ”امداد حسین سے عرض کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟“

شاہ اہل حق نے کہا: ”انہیں حق سے کہہ دو۔“

انہوں نے جواب دیا: ”بہر وقت مجھے حضور ہے۔“  
شاہ اہل حق نے صحبت سے قوت کی کا پتہ دی انہیں ہر سبب سے انکسار تھا۔ ان کی طاقت عجیب و غریب اور متفرد تھی۔

شاہ اہل حق نے دریافت کیا: ”برصغیر کی کیا حالت ہے؟“  
امداد اللہ نے جواب دیا: ”بہت بڑی حالت ہے۔ مکمل بادستہ کی حالت ہے۔ بہت کمیت ہے۔ ایٹم انڈیا کمپنی کے سفیدی م تہہ بہہ تہہ ہندوستان بد حال ہے۔ سوتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آب گلی کوچوں اور بازاروں میں شاہی سٹائیلوں کو دیکھا جاتا ہے۔ قلعہ دار کی ملک بادشاہ کا حکم کہیں پہنچ رہا ہے۔ حق و باطل کے برطرف ہے۔ مل کا دور دورہ ہے۔ کفار پان و ہند ہیں اور مسلمان تباہ اور تباہ ہیں۔“

کی پرورش اور نوجی قوت کے غیر معمولی مصادر نے ملک اور قوم کو کمزور کر کے رکھ دیا ہے۔

امداد اللہ نے ملکی اور قومی تباہی و بربادی کا یہ دل نشین اور پُر اثر تجربہ سنا کہ جذباتی ہو گئے پوچھا "پھر ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کن باتوں پر منحصر ہے؟"

شاہ آصف نے جواب دیا۔ "ملک کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہے کہ ملک میں محصول کم سے کم ہوں اور دفاع پر بقدر ضرورت صرف کیا جائے اور حالات ایسے پیدا کئے جائیں کہ اندرونی بغاوت کا متانہ کو نا پڑے۔"

یہ اتنا بڑا انکشاف تھا کہ اس کے بوجھ نے امداد اللہ کلیم کر دیا اور وہ اس مختصر تقریر پر گفتگوں غور کرتے رہے اس وقت

پورا ہندوستان ان کے سامنے تھا۔ پورا ہندوستان اور اس کا گھن کا معاشرہ اپنے طبقات کے ساتھ ایک کر کے ان کے

عرصہ خیال سے گزرنے لگا۔ ارباب، شعرا، ویا دار، سجادہ نشین، خانقاہ کے مجاور، خود غرض اور زمانہ ساز علماء، پر سب گدھوں کی طرح ملک

اور قوم کے نیم جان جسم سے چٹے ہوئے نوچنے کھانے میں مصروف دکھائی دیئے۔ ملک اور قوم کا نیم جان جسم کاشت کاروں، دستکاروں، تاجروں اور مزدوروں کا تھا۔ امداد اللہ نے سوچا کہ وہ تو ایک ایسی

سمت میں جانے والے تھے جہاں دنیا اور اہل دنیا کی نفی ہو جاتی تھی۔ لیکن خدا انہیں دنیا والوں کی طرف لے جا رہا تھا۔ پھر انہیں یاد آیا کہ انہوں نے اپنے پیرو مشد حضرت میاں جی سے

طلب بھی تو یہی چیزیں کی تھیں۔ انہوں نے حضرت میاں جی سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھ سے کوئی عظیم کام لے۔ اپنی عظیم

خدمات، اتنی عظیم کہ ان سے خدا کی مخلوق فیضیاب ہو، فائدہ اٹھائے ان کی خواہش پوری کی جا چکی ہے اور خدا ان سے جس نوع کی نعمت

مینا چاہتا ہے۔ وہ وہی ہیں جن سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور جن سے خدا کی مخلوق عظیم فائدے اٹھائے گی۔ اب ان کا شاہ آصف کی صحبت میں رہنے اور ان کی تقریریں سننے میں اتنا جی لگنے لگا

کہ ہر وقت یہی ہی چاہتا کہ شاہ آصف بولتے رہیں اور وہ سنتے رہیں ایک دن شاہ آصف نے کہا کہ تم واقف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں شریف تھے؟

امداد اللہ نے جواب دیا۔ واقف ہوں لیکن یہ بھی جانتا ہوں جو غرض و نیت آپ تباہی کے وہ زیادہ عشقی اور اعلیٰ درجہ

(۳) تہ بہتر یہی ہے کہ آپ میرے جواب کے بجائے

خود ہی اس سوال کا مفصل

تھا۔ آصف نے جواب دیا۔ میں نے سنا ہے کہ

وقت کیا گی یہ حالت تھی۔

ای مرتبہ علی اور شاہانہ سلطنت کا درس تھا۔

بڑی طرح چات چکا تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ

کے دل میں القا کیا کہ وہ اس کا ایسا اعلان کریں کہ مرضی ہی منتہی

جائے اور اس کا زہر بلا مادہ بھی فنا ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے ان

اباب وجہ پر غور فرمایا جن سے اس مرض کے زہر انتہا نما یا

سب سے تھے۔ پھر آپ نے ان کا علاج کیا اور ایک سال گروہ

تیار کر دیا۔

امداد اللہ نے بے بسی سے کہا۔ "حضرت! آپ جو کچھ فرماتے

میں اس میں معیت و اقتدا کرتا ہوں۔ میں آپ کو احیاء

کا ذکر بھی فرمائیں۔

شاہ اسحاق نے جواب دیا۔ "تباہ حال معیت اور اقتدا

حالت جسم اور روح دونوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس لیے

اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کسی حال میں اور کسی وقت بھی۔"

اس دن شاہ آصف نے انہیں جو تعظیم دی اور شاہ آصف کے

فریضے جو کچھ بتایا وہ شاہ ولی اللہ کی جڑ اللہ الجائے سے لیا گیا تھا۔

شاہ آصف نے شاہ ولی اللہ کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"ارباب حکومت کا غلط اور تفاخر ایک کا دوسرے سے

بڑھ چڑھ کر رہنے کا مرض، معاشرے کا مزاج بگاڑ دیتا ہے۔

اس کا اثر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ ہر صاحب اقتدار اپنے ماتحت

کو روٹنے لگتا ہے۔ زمیندار اور جاگیردار کاشت کاروں کا خون

چوسنے لگتے ہیں اور جنہیں عزیز مزدوروں دست کاروں پر

اختیار ہوتا ہے وہ ان کے استیصال میں لگ جاتے ہیں۔ اور بالآخر

ماتحت طبقے اتنے گر جاتے ہیں کہ ان کی زندگی اور میاں زندگی کی قیمت

جو تنے والے بیلوں اور بوجھ اٹھانے والے گدھے اور گھوڑوں کے

ماند ہو جاتی ہے۔ زرکشی اور زراعت دوزی کے نئے نئے قانون بننے

لگتے ہیں۔ انسان کی پیدائش کا حقیقی مقصد انسانوں کی خدمت سے

اوجھل ہو جاتا ہے۔ ایک طبقہ حد سے بڑھی ہوئی عیش اور دست

کی ہوس میں مبتلا ہو کر عقل و فکر کی چمک سے محروم ہو جاتا ہے اور

دوسرا طبقہ پیٹ کی فکر میں ایسا سرگرداں رہتا ہے کہ فکر و فراہم کی

کوئی شے اس کے سامنے باقی نہیں رہتی۔ اور اس صورت حال کا لازمی

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملک اور قوم کی تمام دولت صحت کرینہ افراد کے















عبداللہ خاں کی خوش اخلاقی کا پر محسوس اخلاقی سے جواب دیا۔ "راؤ صاحب ہم نے سن لکھا ہے کہ آپ کے اصطل میں بڑے اچھے اچھے اور اصلا نسل کے گھوڑے موجود ہیں۔ اور ان میں ایک ایسا گھوڑا بھی موجود ہے جس کی دود دود تک کوئی شان نہیں مٹی۔ ہم تمہارا اصطل دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور خاص کر وہ گھوڑا بھی جس کا دود دور شہرہ ہے۔"

راؤ عبداللہ خاں سناتے ہیں آگیا۔ لیکن اندر کی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ آپ نے سنا ہے ممکن ہے۔ پنج ہی ہو۔ اگر آپ کو ہمارے اصطل کا کوئی گھوڑا پسند آگیا تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ ادہم وہ گھوڑا جو خوشی آپ کی نذر کر دیں گے۔ آئیے ہمارے ساتھ تشریف لائیے اور اصطل کے گھوڑے ملاحظہ فرما لیجئے۔"

مجسٹریٹ، راؤ عبداللہ خاں کے ساتھ اس کے اصطل میں داخل ہو گیا۔ راؤ عبداللہ خاں نے ایک ایک کر کے اصطل کے تمام گھوڑے دکھائیے مجسٹریٹ گھوڑوں کے ساتھ ساتھ راؤ کے چہرے کا بھی جائزہ لیتا جا رہا تھا۔ وہ راؤ کے چہرے پر خوف یا تشویش کے آثار دیکھنا چاہتا تھا لیکن راؤ میں فدا بھی گھبراہٹ نہ پائی جاتی تھی۔ مجسٹریٹ کو اس مخبر پر غصہ آنے لگا۔ جس نے اسے جھوٹی خبر دی تھی کہ حاجی امداد اللہ راؤ عبداللہ خاں کے اصطل وغیرہ میں کہیں ویدیشی ہیں۔ مجسٹریٹ اصطل کے گھوڑوں کو دیکھتا جاتا۔ اس کوٹھڑی کے دروازے پر بھی پہنچ گیا جہاں حاجی امداد اللہ واقعی روپوش تھے۔

مجسٹریٹ نے راؤ سے پوچھا اور اس میں کیا ہے۔ راؤ نے جواب دیا یہ اصطل نہیں ہے۔ اس میں گھاس اور مویشیوں کا دوسرا چارہ رکھا جاتا ہے۔ مجسٹریٹ نے پشیمانی پر توڑ کی ٹھنکیں ڈالیں۔ بولا "گھاس اور مویشیوں کا دوسرا چارہ؟ کیا مطلب؟ کیا حویشی گھاس کے علاوہ بھی کچھ کھاتے ہیں؟"

راؤ نے جواب دیا۔ "جی ہاں، دالیں، کھل، چوک، کرنی اسی طرح کی اور بہت ساری چیزیں۔"

مجسٹریٹ نے احمق کے اشارے سے کہا۔ "فرا لکھو، تو ہم بھی تو دیکھیں کہ مویشی کون کون سی چیزیں اور کھاتے ہیں؟"

راؤ کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اللہ کا نام لے کر یہ کوٹھڑی بھی کھوا دی۔ جب کوٹھڑی کے دونوں پٹ کھل رہے تھے تو راؤ کے دل کے کچھ عجیب سی کیفیت تھی۔ کوٹھڑی کے دونوں پٹ کھل گئے خالی چوک، چوک پر بھی ہوا صلا، کنارے لٹا رکھا تھا۔ اور چوک کے نیچے کی

گے۔ کیونکہ فرنگی ہیں ہمارے نقش پا کے ہمارے ڈھونڈتے چلے آ رہے ہیں راؤ ان کی باتیں نہیں سمجھ سکا۔ بولا۔ "حضرت میں آپ کا ارشاد نہیں سمجھا" آپ نے جواب دیا۔ "ہم تمہارے اصطل کی اس کوٹھڑی میں رہ رہیں گے جس میں تم اپنے مویشیوں کا چارہ وغیرہ رکھتے ہو۔" راؤ کو آپ کی بات سے دکھ پہنچا، بولا۔ "یہ میں کس طرح گوارا کر سکتا ہوں کہ آپ میری موجودگی، علم اور جاگیرداری میں ایسی بڑی جگہ اقامت فرمائیں؟"

آپ نے متبسم ہو کر فرمایا۔ "جو ہم کہتے ہیں اس میں تم دخل مت دو کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہماری اور تمہاری بہتری اسی میں ہے۔" راؤ نے ہر طرح یہ کوشش کی کہ حاجی امداد اللہ اپنی اقامت کے لئے کوئی اور جگہ پسند فرمائیں۔ لیکن یہ نہیں مانے اور مجبوراً آپ کی جائے ناز، لٹا اور ایک چوکی مویشیوں کے پاس اور گھاس کی کوٹھڑی میں پہنچا دی گئیں۔

فرنگی ناز سے فارغ ہو کر راؤ عبداللہ خاں لوگوں کی نظر سے بچتے ہوئے حاجی صاحب کی کوٹھڑی میں پہنچا۔ اس وقت ملک سورج طلوع ہو چکا تھا۔ اور حاجی صاحب ناز اشراق ادا کر رہے تھے۔ راؤ عبداللہ خاں انہیں ناز میں شغول دیکھ کر واپس آ گئے۔ یہ ابھی اپنی حویلی کے دروازے پر پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے انگریزی سپاہ کی ایک گارڈ آتی دکائی دی۔ انگریز کلکٹر آگے آگے تھا۔ یہ کلکٹر ہونے کے ساتھ ہی مجسٹریٹ فیل بھی تھا۔ راؤ عبداللہ خاں اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر سٹکا اور خطرے کی بومحسوس کرنے لگا۔ چہرہ سوخ کر کہ جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ عاجز اور بے بس انسان کا مشیت ایزدی میں کیا دخل، بہت کر کے مجسٹریٹ کے استقبال کو آگے بڑھا۔ اور سلام دعا کے بعد نہایت تپاک سے ہاتھ طایا۔ اور کہا "جانب دلا! زبہ نصیب آپ میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ خوش قسمتی بند ملائی، آئیے تشریف لائیے۔ اس وقت صبح صبح زحمت فرمائی کا کوئی تو مقصد ہوگا۔ براہ کرم اس سے مطلع فرما کر اس ناچیز کو خدمت گزاری کا موقع عطا فرمائیں۔"

مجسٹریٹ راؤ کی خوش اخلاقی سے متاثر ہوا۔ کہاں تو یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ اچانک چاہے مار کر حاجی امداد اللہ کو براہ کرم کرے لیکن راؤ کے اطمینان، اعتماد اور خوش اخلاقی نے اسے مذبذب کر دیا اسے جس مخبر نے خبر دی تھی اس نے یہاں تک بتا دیا تھا کہ حاجی صاحب اصطل یا اس کے آس پاس موجود کوٹھڑیوں میں کسی ایک میں روپوش ہیں مجسٹریٹ کو یقین تھا کہ وہ حاجی صاحب کو یہیں کہیں سے براہ کرم لے گا۔ راؤ

زمین ترستی۔ گویا ابھی ابھی دھوکا گیا تھا۔ یہ تمام چیزیں موجود تھیں۔ لیکن حاجی امداد اللہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔

جھڑیٹ نے اپنے آدمیوں کی مدد سے کوٹھڑی کا کونا کونا چھان مارا۔ لیکن حاجی صاحب کا وہاں کہیں پتہ نہ تھا۔ جھڑیٹ پرکھنے اور نوٹے کی موجودگی کو کسی طرح نظر انداز کر سکتا تھا۔ دریافت کی۔ "راؤ صاحب یہ سامان یہاں کیوں رکھا ہے۔؟"

راؤ نے جواب دیا۔ "جانب میں یہاں نماز پڑھتا ہوں۔"

جھڑیٹ نے گردن اُچکانی اور قدرے نہ ٹیڑھا کیا۔ "آپ اس اضطل میں مولیٰ غیوں کے چارے کی کوٹھڑی میں نماز پڑھتے ہیں؟ عجیب سی بات ہے۔ حالانکہ ہم نے یہ سنا ہے کہ مسلمان لوگ مسجد میں نمازیں پڑھتے ہیں۔"

راؤ نے جواب دیا۔ "آپ نے بھی درست ہی سنا رکھا ہے ہمارے مذہب میں نمازوں کی بابت یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان نمازیں تو مسجد میں ادا کرے۔ لیکن نفیس چھپ کر کسی چوری کی جگہ پڑھنی چاہئیں۔ اور اسی حکم خداوندی کی تعمیل میں ہم لوگ اشراق اور نقل نمازیں یہیں پڑھ لیا کرتے ہیں۔"

ابواب جھڑیٹ مایوس ہو کر باہر نکلا اور اپنی راہ لینے سے پہلے آخری بار کہا۔ "راؤ صاحب! ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے آپ کا اتنا وقت برباد کیا۔ اس کا ہمیں ہمیشہ احساس رہے گا۔"

راؤ کے اکھڑے جواب دیا۔ "آپ قطعی افسوس نہ کریں کیونکہ آپ کو کسی اعلائی کے گھوڑے کی تلاش تھی جو بد فتنی سے ہمارے یہاں نہ نکل سکا۔ لیکن اب ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی مطلوبہ شے نہ پاسکیں آپ مجھے ایک ذرا سامعہ عنایت فرمائیں میں آپ کی خواہش کسی بھی طرح پوری کرادوں گا۔"

جھڑیٹ نے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔ راؤ دوبارہ اسی کوٹھڑی میں داخل ہوا، دیکھا، حاجی امداد اللہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس کی عقل چکرائی۔ وہ کوئی سوال بھی نہ کر سکا اور اسے ان کی کرامت پر محمول کیا۔

حاجی امداد اللہ کی طرف سے مولانا رشید گنگوہی بہت بے چین اور مضطرب تھے۔ انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ حاجی صاحب کہاں روپوش ہیں۔ اور کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ آزادی سے کہیں تلاش بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ مولانا رشید احمد گنگوہی کا وارنٹ گرفتاری بھی کٹ چکا تھا۔ اور وہ بھی انگریزوں کو مطلوب تھے۔ اسی افراطی تقرری میں کسی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو یہ خبر دی کہ حاجی امداد اللہ اتالہ کی جاگیر بنگلہ میں راؤ عبداللہ خاں کے

مہمان ہیں۔ یہ چھپتے چھپاتے بنگلہ کے قریب پہنچ گئے۔ اور بہ وقت تمام ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ بہت روئے اور دریافت کیا۔ "حضرات! اب کیا منصوبہ ہے؟"

حاجی امداد اللہ نے جواب دیا۔ "شیت کر ابھی وہ سب منظور نہیں شاید جرم چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی کام شاید کسی اور سے لینا چاہتی ہے۔" مولانا گنگوہی نے سوال کیا۔ "حضرت! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" حاجی امداد اللہ نے جواب دیا۔ "ہماری باتوں کا جو مطلب ہے، وہ بہت صاف ہے۔ ہم کہ منظرہ بارہے ہیں اور وہیں سے اپنی تحریک جاری رکھیں گے۔"

مولانا گنگوہی نے پوچھا "میرے لیے کیا حکم ہے؟" حاجی صاحب نے جواب دیا۔ "تم یہیں ہندوستان میں رہو گے۔" مولانا گنگوہی نے اضطراب سے پوچھا۔ "میں آپ کی عدم موجودگی میں یہاں کیا کروں گا؟"

حاجی صاحب نے جواب دیا۔ "قدرت تم سے کوئی بڑا کام لینا چاہتی ہے۔ اسی لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم یہیں رہو اور فرمان خداوندی کا انتظار کرو۔"

مولانا گنگوہی کا دل بھرایا اور وہ آنسو برسانے لگے۔ حاجی صاحب نے پوچھا۔ "تم روتے کیوں ہو؟"

مولانا گنگوہی نے جواب دیا۔ "آپ کی مفارقت کا غم ایسا نہیں ہے کہ آسانی سے جھیل لیا جائے۔ بہر حال آپ فرماتے ہیں تو ہم بھی ہندوستان میں رہیں گے۔ اور وہ کام انجام دینے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ایک بات طے ہے وہ یہ کہ جلد یا بدیر انگریز ہمیں گرفتار کرے گا۔ اس وقت آپ سے ملاقات کی کیا سبیل ہوگی؟"

حاجی صاحب نے جواب دیا۔ "تم واقعی گرفتار کر لیے جاؤ گے۔ لیکن ہم بھی یہ مددہ کرتے ہیں کہ جانے سے پہلے تم سے ملیں گے ضرور! مولانا گنگوہی واپس گئے اور گرفتار کر لئے گئے۔

حاجی امداد اللہ کو ایک بار پھر انگریزی ڈوڑا کا سامنا کرنا پڑا۔ حاجی صاحب جس مکان میں قیام فرماتے پولیس وہاں پہنچ گئی۔ اس وقت حاجی صاحب مکان کے کھلے حصے میں چارباٹی پر دراز تھے۔ یہ مکان ایک زمیندار کا تھا۔ سپاہیوں کو اپنے مکان میں داخل ہوتا دیکھ کر زمیندار نے اپنے نوکروں کو حکم دیا۔ "تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ سپاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" یہ لوگ آئے ہیں ان کی مدد کرو اور مکان کے اندر اور باہر ان کی رہنمائی کرو۔" پھر حاجی صاحب کے اوپر لمحات ڈال دیا اور ڈانٹ کر ملازمین کو حکم دیا۔ "اس بڑے کو کھیت میں ڈال دو۔ اس نے کھانسی کھانسی کے اور ٹھوکر



ایسا وعدہ پورا کرنے آگئے ہیں۔ اب ہم سرزمینِ حجاز جا رہے ہیں۔“

مولانا گنگوہی اور اس کے پیروں نے کہا، بولے، ”لیکن پہلے داروں نے صاحب کو یہاں تک کیسے آئے دیا؟ کیا واپس جاتے ہوئے آپ کو گرفتار نہیں کر لیں گے؟“

حاجی صاحب واپس جاتے ہوئے بولے، ”ہم جس طرح آئے ہیں اسی طرح واپس بھی جائیں گے۔ تم ہماری فکر نہ کرو۔“ مولانا گنگوہی نے پوچھا، ”حضرت! میرا کیا انجام ہو گا؟“ حاجی صاحب نے جواب دیا، ”تم فکر نہ کرو۔“

اس کے بعد حاجی صاحب پاک پتہ چلے گئے۔ کچھ دن وہاں رہے۔ یہاں سے حیدرآباد سندھ میں داخل ہو گئے۔ اور حیدرآباد سندھ سے رخصت ہو کر کراچی میں قیام کیا۔ کراچی سے مکہ معظمہ چلے گئے۔ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آپ سادک چل فرما رہے تھے کہ یکایک اپنے ایک ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لے گئے اور افسردگی سے فرمایا، ”کچھ اور سنا تم نے؟ آج تو غصہ ہو گیا۔“ ساتھی نے گو گو جواب دیا، کیا ہوا حضرت؟ میں نے تو کچھ بھی نہیں سنا۔“

آپ نے گردن جھکا لی اور افسوس سے کہا، ”رشتہ امد کو بھانسی کا حکم ہو گیا۔ بہت بُرا ہوا۔“

ساتھی نے پوچھا، ”کس نے بتایا؟“

آپ نے جواب دیا، ”بلکہ کانوں میں ابھی ابھی پڑ چلا ہے۔“ ساتھی حیرت سے سورت دیکھتا رہ گیا۔ آپ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا، ”بہر حال ہم بھانسی نہیں سننے دیں گے۔ یہاں اتنی دور سے جو کچھ کر سکتے ہیں ضرور کریں گے۔“

ساتھی کی سمجھ میں آئی تو آری نہیں، لیکن وہ اس کی تفصیل جاننے کا خواہشمند تھا۔“

اس بات کو محض ابھی عرصہ گزرا تھا کہ آپ اسٹے اور مولوی ولایت حسین اور مولوی مظفر حسین کا نہ معلوم کو اپنے ساتھ لیا اور شہرے باہر چل پڑے۔ بارش شروع ہو چکی تھی۔ پانی سے دھل کر سبزہ جوان ہو گیا تھا اپنے دونوں ہراہیوں کو لے کر آپ سبزے پر بیٹھ گئے اور گردن جھکا کر خاموشی اختیار کی۔ دونوں ساتھی چہرے کے آثارِ چڑھاؤ پر غور کرتے رہے۔ پھر سر اٹھایا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھل رہی تھی۔ بولے، ”چلو اٹھو واپس چلیں کام ہو گیا۔“ مولوی ولایت حسین نے سوال کیا، ”کیسا کام؟ کس کا کام؟ کہاں

محقق کے سارے گھر کو گنڈا کر دکھا ہے۔“

ملازمین نے سپاہیوں کی موجودگی میں حاجی صاحب کی چاہیلی کو سر ہانے اور پالنتی سے بکڑا اور کھیت میں ڈال آئے سپاہیوں نے انہیں گھر کے کونے کونے میں چھان مارا، اور بے نیل و مرام واپس آگئے۔ اس قسم کا ایک واقعہ مظفر گھر کی گڑھی پختہ میں بھی پیش آیا تھا۔ اس زمانے میں گڑھی پختہ، سہارنپور میں داخل تھی یہاں کے رئیس نے حاجی صاحب کو پناہ دی۔ لیکن غزوں نے مجبورتاً منسلک کو مطلع کر دیا اور پولیس کپتان گاردے کر رئیس کی حویلی میں داخل ہو گیا۔ اس علاقے کے تقانیدار خواجہ احمد حسین تھے۔ انہیں بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کے سلتے میں اس علاقے کے جسب رئیس کی حویلی میں چھاپہ پڑ رہا ہے۔ وہ حاجی امداد کی گرفتاری کی کوششوں سے تعلق رکھتا ہے۔ حویلی کے دروازے پر پہنچنے کے بعد انہیں اعلان ہوا کہ یہ سب کچھ غائبنا حاجی امداد اللہ کی گرفتاری کے سلسلے میں ہو رہا ہے۔ لیکن اب معاملہ بہت آگے پہنچ چکا تھا اور تیسرے مکان سے بھیجیٹ چکا تھا۔ معلوم نہیں کس ذہن کو ایک عجیب و غریب ترکیب سوچ گئی۔ انہوں نے حویلی کے دروازے پر ہی سے چلانا بیٹنا شروع کر دیا۔ حویلی کے رئیس کا نام سے لے کر گایاں دینا شروع کر دیں اور دھولیں دیتے ہوئے کہا، ”کہہ رہے اونٹن حرام، ذرا باہر نکل، سرکار کے باغیوں کو اپنی حویلی میں پناہ دیتا ہے۔ خدا کی قسم آج دیکھنا ہے کہ تو کس طرف بچتا ہے۔ اس جرم میں اگر تیرا علاقہ ضبط نہ کر دیا ہو تو خواجہ احمد حسین کی جگہ اٹھایا پسند کروں گا۔“ رئیس کے کانوں میں یہ آواز چوڑی ترانے نے فوراً حاجی صاحب کو کسی اور جگہ بھیج دیا اور یہ چھاپہ بھی ناکام رہا۔

مولانا گنگوہی تہ خانے میں اذیتیں کھیل رہے تھے انہیں حاجی صاحب کا انتظار تھا۔ وہ بدیشان تھے کہ حاجی صاحب ان سے کیسے ملاقات کریں گے۔ اگر وہ یہاں حسب وعدہ ملنے آئے بھی تو فوراً گرفتار کر لئے جائیں گے اور مولانا گنگوہی کو یہ منظور نہ تھا کہ حاجی صاحب گرفتار کر لئے جائیں۔“

ایک دن عصر کے کچھ پہلے مولانا گنگوہی نے نیم خودگی میں دیکھا کہ حاجی صاحب ان کے سامنے کھڑے ہیں اور کچھ ارشاد فرما رہے ہیں مولانا گنگوہی نے حیرت سے پوچھا، ”حضرت! یہ آپ یہاں تک کیسے پہنچ گئے، کیا باہر بہرے دار موجود نہیں ہیں؟“

حاجی صاحب نے جواب دیا، ”وہ موجود ہیں۔ لیکن ہم نے تم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جتنے سے پہلے تم سے ملاقات ضرور کریں گے چنانچہ

پہلا نمبر

کا نام سنا تھا۔ صورت نہیں دیکھی تھی۔ ان صاحب نے سچ پر  
دوا لگی سے پہلے حاجی صاحب کے بچے ایک کپڑا کر لائی اور دوسرے  
سامان کے ساتھ لے کر گھر کیلئے روانہ ہو گئے۔

جب ان کا جہاز سندر میں بندھنے لگا تھا تب سے کی طرف بڑھ  
رہا تھا کہ یہ یکایک طوفان میں پھنس گئے، مسافروں پر آتی دہشت  
اور بدحالی طاری ہوئی کہ بے معنی خود غل کرنے لگے۔ عجیب افزائی  
اور نفسانسی کا عالم تھا۔ انسانی فطرت کا تضاد جہاز پر نظر آ رہا تھا۔  
کچھ خوف سے موت کا استقبال کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے آس  
پاس موجود اپنے عزیزوں کو بالکل نظر انداز کر رہا تھا۔ اور موت اور  
اپنی ذات کے سوا انہیں کچھ نفرتی نہ آ رہا تھا۔ لیکن کچھ لوگ ایسے  
بھی تھے جو موت کا استقبال اپنے عزیزوں اور بچوں کے ساتھ خوش  
دلی سے کرنا چاہتے تھے۔ حاجی امداد اللہ کا پرستار اور معتقد جہاز  
کے ایک کونے میں چلا گیا۔ اور وہاں بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں اور  
موت کا انتظار کرنے لگا۔ ایسی اور دل شکنی نے دل کا عجیب حال  
کر رکھا تھا۔ وہ جہاز سے پیسے ہی دم بہ دم ڈوبتا جا رہا تھا اسی  
عالم میں ذرا خفت کو طاری ہو گئی۔ اس خفت میں اس شخص نے دیکھا  
کہ کوئی صاحب سامنے کھڑے اس سمجھ رہے ہیں کہ حاجی امداد اللہ کی  
کل کیا ہے؟

اس شخص نے جواب دیا۔ "حضرت آپ دیکھ نہیں سکتے کہ جہاز  
طوفان میں پھنسا ہوا ہے ذرا دیر بعد ہم سب اور یہ جہاز کسی سمیت سندر  
کی تہ میں چلا جائے گا۔"

ان بزرگ نے متبسم ہو کر فرمایا۔ "پریشان مت ہو، اٹھ کر بیٹھ  
جاؤ کون کہتا ہے کہ یہ جہاز ڈوب جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر بعد موافق ہو جائی  
چلنے والی ہیں۔ اور یہ جہاز طوفان سے بچ گئے گا۔ اس کے بعد کہا "لاؤ  
وہ کل تو دیدو مجھے۔"

یہ شخص گہرا کراٹھ کھڑا ہوا کہ وہ کل ان صاحب کے حوالے کر دے  
لیکن ہوش و حواس جب ذرا سمجھا ہوئے تو پتہ چلا کہ سامنے وہ شخص موجود ہی  
نہیں ہے۔ لیکن اس واقعے کو خطاب مانو مانے حادثے کے سوا کچھ اور نہیں  
کہا جاسکتا تھا۔ اس شخص کو یقین ہو گیا کہ اب جہاز طوفان میں نہیں ڈوبے گا  
اس شخص نے اس واقعے کا ذکر کئے بغیر جہاز کے تمام مسافروں کو یہ خبری  
سنائی کہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ لوگ یہ سمجھ کر کہ شخص موت کے خوف سے  
پاگل ہو گیا ہے۔ اور جو کچھ بشارت دے رہا ہے۔ دیوانگی کے سوا کچھ بھی نہیں  
لیکن دیوانے کی بشارت صرف یہ حرف ہی تھی اور جہاز طوفان سے بچ نکلا  
تھے میں دُش ہوئے ہی یہ شخص تلاش کرتا ہوا حرم کعبہ میں داخل ہو گیا

حاجی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ بولے "مشریقہ اللہ کر اب چائے  
نہیں دی جائے گی۔ چائے کا حکم مل گیا۔"

کچھ دن بعد مولانا گیسو کی سزا سن کر اس کی خسوف کی خبر  
اس ترتیب سے وصول ہو گئی۔

مکہ منظر میں امیر احمد راہپوری بھی قیام فرماتے یہ صاحب بھی  
انگریزوں کو دیکھتے۔ گرفتاری کے دُور سے وطن جانے کا خیال ٹک دل  
میں نہ لاتے تھے ایک دن گھر کی یاد غالب آ گئی اور یہ حاجی صاحب  
کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حاجی صاحب نے صورت دیکھتے ہی کہا  
ہندوستان جانا چاہتے ہو؟ جاؤ لیکن گرفتار ہو جاؤ گے؟

امیر احمد نے خاموشی اختیار کر لی لیکن ایک دن پھر حاضر ہوئے  
اور چنا پرانا جملہ ایک بار پھر دہرایا حاجی صاحب کی ہمشیرانی  
پر شکیں نر دار ہو گئیں۔ اور ترش میجے میں کہا "کیا تم گرفتار ہونا چاہتے  
ہو؟ اگر جی گرفتاری پر ہاں کہہ دو تو ہی وقت ہندوستان چلے جاؤ۔"  
امیر احمد نے جواب دیا۔ "حضرت! کون ہے وہ شخص جو اپنی  
گرفتاری سے خوش ہو گا؟"

آپ نے کہا تو خوش ہو گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تو خوش ہو گا۔ جا  
چلا جا اور دیکھ کہ کیا پھیرٹا ہر ہوتی ہے؟"

کسی شخص نے امیر احمد سے تخیلے میں کہا۔ "جناب! آپ  
ہندوستان لڑاؤ۔" وہاں ہوجائیں قید خانے حاجی صاحب جیسے فرما رہے  
ہیں انشاء اللہ ویسا ہی طور پر ہو گا۔"

امیر احمد رام پوری اللہ کا نام لے کر ہندوستان میں داخل ہو  
گئے۔ دہلی پہنچ کر ایک مسجد میں قیام کیا۔ سکون اور اطمینان کا سبب  
یہ تھا کہ حضرت مبہم لفظوں میں رہائی کا حکم فرما چکے تھے۔ امیر احمد نے  
پچھون حجرے میں رہ کر حلا کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔  
ان پر مقدمہ چلا اور مجسٹریٹ دانت پیس کر رہ جاتا اور یہی کہتا کہ "امیر احمد  
میں نہیں دار پر نہ چڑھاؤ میرا نام نہیں۔"

امیر احمد نے عقادت سے جواب دیا۔ کیا تم پاگل ہو؟ کیا اوٹ  
پناہگ حرکتیں کر رہے ہو؟

مجسٹریٹ نے کہا۔ "ہم نہیں اتم ہو گئے ہو۔"

اس کے بعد انہیں جیل بسید یا گیا اور مقدمات چلنے لگے آخر کار  
انہیں تمام مقدمات سے بری کر دیا گیا اور یہ اپنے گھر رام پور چلے گئے  
میرٹھ کی نئی آبادی کے ایک صاحب دج کے لئے جا رہے تھے  
انہیں حاجی امداد اللہ سے والہانہ عقیدت تھی۔ انہوں نے حاجی امداد



نگران ہے۔“

اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جس سال حاجی املا اللہ پیدا ہوئے تھے۔ اسی سال یعنی ۱۸۱۸ء میں ۵ مئی کو مشرقی جرمنی میں دنیا کا سب سے بڑا انقلابی مارکس پیدا ہو چکا تھا۔ جب یہ چھ سال کا تھا اس کا خاندان اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہو گیا۔ خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس انقلابی کی حالات اور ماحول میں تعلیم و تربیت ہوئی رہی لہذا نامساعد حالات میں اس نے انسانی مصائب و آلام میں معاشی اور اقتصادی اسباب اور محرکات کا پتہ چلایا اور اس نے دنیا کو بتایا کہ انسانی تاریخ میں جو سوسائٹی بھی نمودار ہوئی ہے اس کا انحصار ذرائع پیداوار اور دولت کی تقسیم پر رہا ہے۔ کسی سیاست کے تخلیق یا کسی حیوانی نوع کا خاتمہ تاریخ نہیں بتا سکتی تاریخ میں۔“

اس نے ۱۸۶۷ء میں اپنی انقلابی کتاب سرمایہ کی پہلی جلد جرمن زبان میں شائع کی۔ ۱۸۸۰ء میں دوسری جلد شائع کرنے کی کوشش کی، لیکن صحت حجاب دے رہی تھی۔ اس لئے یہ کام نہیں ہو سکا۔

۱۸۸۱ء میں اس کی ہدم و ہم سانا اور زندگی میں ہر قدم اور ہر حال میں ساتھ دینے والی رفیقہ حیات چل بسی۔ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء کو وہ خود بھی چل بسا۔ موت کے بارہ سال بعد اس کے شاگرد اور دوست اینجلو نے اس کی کتاب سرمایہ کو مکمل صورت میں شائع کر دیا۔

یہ اس انقلابی کا ذکر ہے جس کے لئے علامہ اقبال نے فرمایا: ”وہ کلیم بے تھکی، وہ مسیح بے صلیب، نیست پیغمبر لیکن در بخل داد و کتاب بتاؤں کیسے کا فری نگاہ پرده سوز مشرق و مغرب کی قوموں کے لئے رہنما مارکس نے اقوام عالم کو لرزہ بر اندام کر دیا۔ اس نے کسی تکلف اور لحاظ کے بغیر صاف صاف باتیں کیں۔ اس نے کہا۔“

”سرمایہ دار اور بورژوا طبقہ حکومت کے لئے اس لئے نا اہل ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کردہ غلاموں کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ اور یہ اپنے غلاموں کو کو روٹی دینے کے بجائے ان سے روٹی حاصل کرتا ہے۔ سماج اب زیادہ دیر تک ان کے دھوکہ نہیں برداشت کر سکتا۔ اور سماج کے وجود کے لئے ان کی کوئی ضرورت نہیں؟“

”سرمایہ داری اپنے ہاتھ سے اپنی قبر کھود رہی ہے۔ وہ اپنے گورگاہ کو خود پیدا کر رہی ہے۔“

”ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم ذاتی ملکیت کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ ملکیت جسے انجان اپنی محنت سے حاصل کرتا ہے۔ آپ اس سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں، لیکن آپ اس پر کیوں نہیں غور کرتے کہ آپ کے موجودہ سماج میں تو بے فیصلہ لوگ ذاتی ملکیت سے محروم کئے

وہاں بہت سارے لوگ موجود تھے یہ ان کے چہروں کو غمزے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ بالکل سستے کے قریب ایک شخص کو کھڑے دیکھ کر ڈک گیا۔ یہ شخص کھلے کر آگے بڑھا اور کہل کو ان کے قدموں میں ڈال کر بولا ”حضرت! اگر میں دھوکا نہیں کھا رہا تو یہ کہنے کی جرات کروں گا کہ حضرت کا نام نامی اسم گرامی حاجی املا اللہ ہے۔“

مخاطب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ سوال کیا۔ ”تمہارے کس طرح پہچانا؟“

اس شخص نے جواب دیا۔ ”آپ سے جہاز میں ملاقات کر چکا ہوں۔ جہاز کے چلنے اور موجودہ جیسے میں صرف اتنا فرق ہے کہ اس وقت آپ تھکے ذیبتن فرماتے ہوئے تھے اور اس وقت پا جاتے ہیں ہوس ہیں۔“ آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، لیکن کسی اور نے جواب دیا۔ ”طیانی اور پانی کے لیے تھکے ہی مناسب لباس تھا۔ مناسب اور موافق ہواؤں کے حملے کرنے میں حاجی صاحب کو بڑی محنت کرنا پڑی تھی۔“

یہ کس نے جواب دیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ایک آواز مٹی جیسے کاؤں نے ترسی لیا۔ لیکن آنکھیں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکیں۔

پچاس سال کی عمر تک حاجی صاحب مجرد ہی رہے پھر اشارت غیبی سے یہ تعبیر ملی کہ ایک عارف کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ شادی جیسی سنت نبویہ سے محروم رہے۔ آپ نے اس اشارت غیبی پر جمنا ہی خدیجہ بنت شامع رام پوری سے نکاح فرمایا۔

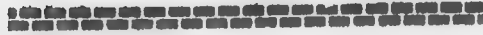
آپ چودھری سال تھے ماہ میں مدد زندہ رہے اور ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۱۶ھ میں مدد شہ صبح فجر کی اذان کے وقت اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اور جنت البقیع (مکہ معظمہ) میں مدفون ہوئے۔

شاہ ولی اللہ کی تحریک کیوں ناکام ہوئی، اس کا تجزیہ تو مرتضیٰ اسلام کریں گے لیکن ہم تو یہ جانتے ہیں کہ وہ مجدد طباعت اور اشاعت کے تیز رفتار اور خوبصورت وسائل سے محروم تھا۔ اور میری ناچیز نظر میں ان کے بعد جن کے سپرد یہ کام ہوا۔ وہ اس نکتے کو کسی طرح فراموش کر گئے کہ ذہنی انقلاب لائے بغیر کوئی بڑا انقلاب سہل نہیں کیا جاسکتا اور انقلابات نیچے سے اوپر کی طرف چلتے ہیں، اوپر سے آمریت یا شہنشاہیت تو ہو سکتی ہے لیکن عوامی، طویل المیاد اور اکثریت کے لئے قائم شدہ انقلاب عوام کے اعتماد اور تعاون ہی سے لایا جاسکتا ہے۔

خدا نے قرآن پاک کی سورہ ہود میں فرمایا ہے۔ ”اگر تم منہ پھیرتے ہو تو پھیر لو جو پیغام دے کہ میں بھیجا ہوا تھا میں پہنچا“ ”نچکا ہوں۔“ اب میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو اٹھائے گا۔ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ یقیناً مسیحا رب ہر چیز پر

تحقیق: الامام جلال الدین السیوطی ————— ترجمہ و ترتیب: زاہد الراشدی

## ارشاداتِ رسول ﷺ



**احمدؒ، ابو داؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ**  
**حضورِ روحانی باپ**  
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہارے لئے باپ کی جگہ ہوں اور تمہیں دین سکھاتا ہوں۔ پس جب تم میں سے کوئی قضاے حاجت کے لئے جائے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے نہ پشت اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

**بخاریؒ اور مسلمؒ حضرت**  
**اچھی اور بُری مجلس**  
 ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھی اور بُری مجلس کی مثال ایسی ہے جیسے کستوری بیچنے والا اور آگ کی بھی جلائے دالاتم اگر کستوری والے کے پاس بیٹھو گے تو وہ یا تو خود کستوری دے گا یا تم اس سے خریدو گے ورنہ کم از کم خوشبو سونگھو گے۔ اسی طرح اگر بھی دالے کے پاس بیٹھو گے تو وہ تمہارے کپڑے جلائے گا ورنہ کم از کم دھواں تو تم تک ضرور پہنچے گا۔

**طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ**  
**مزاح کی اجازت**  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک میں بھی مزاح کیا کرتا ہوں لیکن بات وہی کہتا ہوں جو حق ہو۔

**ترمذیؒ، نسائیؒ اور ابن ماجہؒ**  
**عورت سے مصافحہ**  
 حضرت امیہ بنت وقیع رضی اللہ عنہا سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔

**ابو نعیمؒ اور بیہقی حضرت**  
**چہرے کی بشاشت**  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک تم اپنے ماؤں کے ساتھ سب لوگوں کو کفایت نہیں کر سکتے۔ لیکن چہرے کی بشاشت اور اچھے اخلاق کے ساتھ سب کو کفایت کر سکتے ہو۔

**ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت**  
**گمراہ حاکم**  
 ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے حاکموں سے خوف محسوس کرتا ہوں۔

**بخاریؒ، ترمذیؒ، مسلمؒ، نسائیؒ اور**  
**احمدؒ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا**  
 سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بھی ایکہ بشر ہوں تم میرے پاس جھگڑے لیکر آتے ہو اور تم میں سے بعض زبان آور بھی ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے میں اس کی باتیں سن کر، اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ لیکن یاد رکھو میں نے اگر کسی شخص کے حق کا دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دیا تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ اب اس کی مرضی ہے لے جائے۔

**مسلمؒ اور احمدؒ حضرت ہابہ رضی اللہ عنہ**  
**شخص کی سختی**  
 سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک میں بھی ایک بشر ہوں۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ پر شرط لگائی ہے کہ میں جس شخص کو سخت سب سے کہوں یا سخت زبان استعمال کروں۔ اسے اس کے حق میں زکوٰۃ اور اجر شمار کیا جائے۔



## ظلم پر گواہی

بخاری، مسلم، سند صحیح کے ساتھ  
حضرت نعمان بن ابیشر رضی اللہ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں  
ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

## حدیث کی اشاعت

طبرانی، سند حسن کے  
ساتھ حضرت عبادہ بن  
الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا میں تمہارے سامنے باتیں کرتا ہوں جو تم میں سے  
یہاں حاضر ہو میری حدیثیں غائب لوگوں تک پہنچا دے۔

## عورت کا حق

حاکم، اور بیہقی، سند صحیح کے ساتھ  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں  
تم میں دو کمزوروں کے حقوق کے بارے میں حرج محسوس کرتا  
ہوں (۱) یتیم اور (۲) عورت

## ٹخنوں سے اوپر ازار

طبرانی، اور بیہقی، سند صحیح  
کے ساتھ حضرت عبد اللہ  
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو اپنی چادر کو (ٹخنوں سے)  
اوپر اٹھالے۔

## یتیم کا کفیل

بخاری، ابوداؤد، ترمذی، اور احمد، حضرت  
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور یتیم  
کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے دو  
انگلیاں آپس میں جوڑی ہوتی ہیں،

## ظالم کی مدد

دارقطنی، اور ابن عساکر، سند حسن کے ساتھ  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی  
کی مدد کرو خواہ ظالم ہو خواہ مظلوم اگر ظالم ہے تو اسے ظلم سے  
روکو اور اگر مظلوم ہے، تو اس کی مدد کرو۔

## نشہ بالکل منع ہے

نسائی، سند صحیح کے  
ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ  
سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
میں اس چیز کے تھوڑی مقدار میں استعمال سے بھی منع کرتا ہوں  
جس کی زیادہ مقدار نشہ دیتی ہو۔

## ظالموں کی مددگار

حاکم، سند صحیح کے ساتھ حضرت  
ذہبیہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ظلم کرنے  
والے اور ان کے ساتھی مددگار دوزخ میں جائیں گے۔

## امانت کا ضیاع

طبرانی، سند حسن کے ساتھ  
حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ  
سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
میری امت میں سے سب سے پہلے امانت اٹھائی جائے گی۔

## سب سے پہلا فیصلہ

نسائی، حضرت عبد اللہ بن  
مسعود رضی اللہ عنہ سے سند حسن  
کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
فرمایا قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب  
لیا جائے گا اور سب سے پہلے جو فیصلے جائیں گے وہ خون کے  
بارے میں ہوں گے۔

## قرضہ معاف نہیں ہوتا

طبرانی، اور حاکم، سند صحیح  
کے ساتھ حضرت سہل بن بیف  
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
شہید کے خون کا پہلا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے اس کے سارے  
گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

## اچھا اور برا آدمی

احمد، ترمذی، اور ابن حبان، سند حسن  
کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے خیر کی امید رکھی جائے اور اس  
کے شر سے لوگ امن میں ہوں اور تم میں سے بدتر وہ ہے جس  
سے خیر کی توقع نہ ہو اور نہ اس کے شر سے لوگ امن میں ہوں۔  
طبرانی، حضرت انس رضی اللہ عنہ  
سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے

## بہادر کون ہے

ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا کہیں نہ بتاؤں کہ  
تم میں سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تم میں سے زیادہ بہادر وہ ہے  
جس نے غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھا۔

## میش پرستی سے بچو

احمد، اور بیہقی، سند حسن کے  
ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ  
سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
میش پرستی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے میش پرست نہیں ہوتے۔

گا ہے گا ہے باز خواں

# بے دینی کا سبب

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

اصلی سبب یہ ہے کہ لاہور کے ہر گلی کوچے میں پکی نمایاں بنی ہیں جو ہر قسم کے گندے اور بدبودار پانی کو نکال کر باہر لے جاتی ہیں۔ اس گندے بدبودار پانی کی ایک تہر لاہور سے باہر کھیتوں میں جاتی ہے جو سبزی اس بدبودار گندے پانی سے تربیت پاتی ہے وہ اپنی پلید اور بدبودار پانی کی خوراک کے باعث بدمزہ ہوتی ہے گویا وہ کھانے والے کو زبان حال سے بتلاتی ہے کہ میری خوراک ناپاک اور گندی تھی اور دیہات میں چونکہ کنوؤں کا نہایت لطیف اور پاک پانی ہوتا ہے۔ وہاں کی سبزی کی خوراک وہ پانی ہوتا ہے، اس لیے وہ زبان حال سے بتلاتی ہے کہ میں اس لیے مزیدار ہوں کہ میری خوراک پاک تھی۔

## ایک عجیب مثال

تحقیق سے معلوم ہے کہ ہندوستان میں بعض آدموں کے شوقین پانی میں دودھ ملا کر آم کی جڑ میں ڈالتے ہیں۔ جب اس آم کو پھل لگتا ہے تو اس میں سے دودھ کی خوشبو آتی ہے۔ گویا کہ آم اپنے کھانے والے کو زبان حال سے بتلا رہا ہوتا ہے کہ میری خوراک میں دودھ بھی ڈالا جاتا ہے۔

## انسان منہ سے بولتا ہے

حرام کی خوراک سے پرورش یافتہ پودا تو زبان حال سے بولتا تھا مگر حرام کی خوراک سے پرورش یافتہ انسان گوشت کی زبان سے بولتا ہے۔

بے دینیوں کی بھانت بھانت کی بولیاں کوئی کہتا ہے مذہب کی

مبلغ قرآن مجید کا فرض ہے کہ مسلمانوں کا جو قدم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف اٹھے اس کی علت اور سبب کو معلوم کرے اور پھر مسلمانوں کو اس برائی کے پیدا کرنے والے سبب کے متعلق اطلاع دے۔ تاکہ جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو عذاب الہی سے بچانا ہے۔ وہ اس اطلاع کے باعث پنج جاتیں اور جنہوں نے سنتے کے بعد بھی لاپرواہی کی اور اسی گناہ کے مرتکب ہوتے رہے وہ قیامت کے دن بارگاہ الہی میں یہ عذر پیش نہیں کر سکیں گے کہ اے اللہ! ہمیں تو آپ کے اس حکم کا علم نہیں تھا ورنہ ضرور تعمیل کرتے۔ حکم الہی کے ایسے طریقے سے پہنچا دینے جس کے بعد طبیعت میں شک و شبہ باقی نہ رہے اسی کا نام شریعت میں اتمام حجت ہے۔ اتمام حجت کے بعد شریعت کی مخالفت کرنے والے کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ اسی لیے جب میں نے دیکھا کہ آج کے دور میں بے دینی کا دور دورہ ہے۔ مسلمانوں کا ۹۰ حصہ بے دین ہے۔ اور ۱۰ بھی بمشکل دیندار ہوگا۔ ورنہ دیندار طبقہ کی نسبت اس سے بھی بہت کم ہے جب میں نے غور کیا تو ایک چیز سمجھ میں آئی کہ جس چیز نے جس قسم کی غذا سے تربیت پائی ہو اس غذا کا اثر اس چیز میں لازمی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ حقی کہ

## نباتات میں بھی یہ واقعہ جاری ہے

لاہور میں عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ لاہور میں پیدا شدہ سبزی بدمزہ ہوتی ہے اور شہر سے دور دیہات کی سبزی مزیدار ہوتی ہے اور یہ واقعہ ہے۔ شہر لاہور کی سبزی کے بدمزہ ہونے اور دیہات کی سبزی کے مزیدار ہونے کا

مثلاً نماز پڑھنے کے لیے کہا جائے تو بھی جرائی کے اور سینا دیکھنے کے لیے بڑی خوشی اور شوق سے جائیں گے۔

## تجارت پیشہ لوگوں میں حرام خوری

برادران اسلام! میں اکثر عرض کیا کرتا ہوں کہ انسان کو صحیح معنوں میں انسان فقط خوف خدا بنانا ہے۔ اگر انسان کے دل میں خوف خدا نہ ہو تو اس جیسا ظالم اور شریہ اور کوئی جائز خدا نے پیدا نہیں کیا۔ لاہوریوں بکثرت ایسی چیزیں بازار میں ملتی ہیں جنہیں دکاندار کھری کہہ کر گا کہہ کر دیتا ہے حالانکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس میں اتنا پانی ہے۔ یہ عام مشہور ہے کہ سرچوں میں سرخ اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ لاہوریوں کیلئے کچھلے کو مشین میں باریک پیس کر کے چائے کہہ کر ڈبوں میں بند کر کے بیچ جاتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اکثر چیزوں میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ جتنا حصہ کھوٹی چیز کا کھری چیز میں ملایا جائے گا اور اس کی قیمت کھری کی لی جانے کی اتنی ہی قیمت حرام ہو جائے گی۔ جن تاجر کے بیوی بچوں کے پیٹ میں وہ حرام کا مال جائے گا ان کا بھی وہی حال ہوگا۔ کہ حرام اور گناہ کے کاموں سے محبت اور دلچسپی اور نیکی کے کاموں سے نفرت ہوگی۔

## سینا کی رونق

ہر روز سینا میں مردوں اور عورتوں کی ہزارا کی تعداد میں جمع ہونا یہ دراصل حرام کی خورد و نوش کا نتیجہ ہے حالانکہ سینا والوں کی طرف سے کوئی بلند آواز سے یہ ڈھنڈورا نہیں دیتا کہ سینا میں آؤ۔ بلکہ فقط ایک کافد یا کپڑے پر لکھ کر ریہڑی سے پر چسپاں کر کے بازار اور گلی کوچوں میں ریہڑی پھرا دی جاتی ہے کہ آج فلاں سینا میں دد گھڑی کی موم یا کسی کے پیار یا شادی کی پہلی رات کا منظر دکھایا جائے گا۔ بس اتنا معلوم ہونے پر ہزارا کی تعداد میں مرد اور عورتیں شام کو اٹھ دوڑتی ہیں۔ اول نماز کی

کیا ضرورت ہے۔ مذہب تو انسان کی ترقی کے راستہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مذہب طرح طرح کی جکڑ بندوں میں جکڑ دیتا ہے کہ یہ کھاؤ یہ نہ کھاؤ۔ یہ پیو یہ نہ پیو۔ یہ پہنو یہ نہ پہنو۔ فلاں مجلس میں بیٹو۔ فلاں میں نہ بیٹو۔ کوئی کہتا ہے کہ نماز کی کیا ضرورت ہے۔ اس طرح اونڈھے پڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ زمین پر لکریں مارنے سے کیا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے مولوی بڑے بے ایمان جھوٹے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

میرے دوستو! مذہب اسلام کے خلاف جتنے کبواس آپ نے سنے ہیں ان سب کا ایک بہت بڑا سبب

## مال حرام سے پرورش

پانا ہے۔ جن دنیا داروں کی زندگی کا مقصد ہی دولت کمانا ہو انہیں حلال و حرام کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ جس طرح آج کل سرکاری ملازمین کا حال ہوتا ہے۔ ان میں کوئی شافہ و ناظر ہی ایسے اللہ کے بندے ہوں گے جو خدا کے غضب سے ڈرتے ہیں۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہیں۔ رشوت نہیں لیتے۔ میرا یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ساری گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے گورنمنٹ کے ہر شعبہ میں ایسے ہزار اللہ کے بندے ہوں گے مگر اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کے مظالم سے لوگ بے حد تالان ہیں۔

## سرکاری ملازمین میں حرام خوری کا ایک اور طریقہ

سرکاری ملازمین گورنمنٹ کو اپنے روزانہ کے اوقات میں سے ۱ گھنٹے دیتے ہیں۔ اور گورنمنٹ سے ۱ گھنٹے کا معاوضہ بصورت تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ اگر ان ۱ گھنٹوں میں گورنمنٹ کا کام میز پر ہونے کے باوجود آپس میں باتیں کریں یا سگریٹ پیتے رہیں تو روزانہ جتنا وقت انہوں نے کام نہیں کیا اس کی تنخواہ یعنی ان کے لیے حرام تھی۔ اب یہ حرام کی تنخواہ بیوی بچوں کو کھلائیں گے تو ان کے خیالات حرام کی طرف زیادہ مائل ہوں گے۔ اور حرام کے کام شوق سے کریں گے اور نیکی کے کاموں سے دور بھاگیں گے۔



افان مؤذن بند ہے۔ آواز سے مسجد کی بھت پر گھرا ہو کر دیتا ہے مگر دولت مند اور سرمایہ دار گھروالوں کے مردوں اور عورتوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں گتی۔ یہ الہی کے لیے آئے ہیں یہ بے توجہی اور لاپرواہی اسی حرام خوری کا نتیجہ ہے۔ ان حرام خوریوں کا نتیجہ آپ دیکھ چکے ہیں۔ اب حرام خوروں کی آخرت ملاحظہ ہو !

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمُ بَنَتٍ مِنَ السَّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ بَنَتٍ مِنَ السَّحْتِ كَأَنْتِ النَّارُ أَدْلَى بِهِمْ -

(رواہ احمد و الداری و البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہشت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو حرام سے پیدا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہو گا آگ اس کی زیادہ تھتی ہے

یہ نکلا کہ جو گوشت حرام کے مال سے حاصل ہے وہ دوزخ میں جائے گا یعنی وہ شخص جانے گا جس کے بدن میں وہ گوشت ہوگا

## اس کا سبب

یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلال چیز پاک ہوتی ہے اور حرام چیز باطن کے نقطہ نگاہ سے ناپاک ہوتی ہے۔ اگر ایک پاک چیز میں ناپاک کی ملاوٹ ہو جائے تو ایک شریف انسان اسے ہرگز استعمال نہیں کر سکتا۔ مثلاً دودھ کے گھرے میں ایک تولہ نجاست پڑ جائے یا شہ پلاؤ کی ایک دیگ پرک رہی تھی۔ ایک کو اس درخت پر آکر بیٹھ گیا جس کے نیچے دیگ پرک رہی تھی اور اس کے منہ میں ایک تولہ نجاست تھی اس کے منہ سے گری اور دیگ میں پڑ گئی کیا کوئی شریف آدمی اس دیگ میں سے ایک دانہ بھی کھائے گا؟ ہرگز نہیں تو جس انسان کے وجود میں حرام کے مال کا پید گوشت ہو اسے اللہ تعالیٰ کس طرح جنت میں داخل فرمائے گا

## حرام خوروں کی قینوں زندگیاں برباد

دیا میں غفلت اور کھیل و تماشہ والوں کے ساتھ زندگی

بہرگی۔

۲۔ ان کی قبر دوزخ کا گلاھاہی۔

۳۔ قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہوں گے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا بد قسمتی ہو سکتی ہے کہ آئے اور دوزخ کا ایندھن بن کر دنیا سے رخصت ہوئے

## ایک ولی کا ارشاد

حرام مال کھانے سے عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے در بخاندی بر خیرش بے عدد صحت یا قتل ہو اللہ احد

اگرچہ اس کے گوندھتے وقت بے شمار مرتبہ قرآن پڑھا یا قتل ہو اللہ احد پڑھے۔

در بود از شش طوی آتش

در بود روح الامیں ہیرم کشش

اگر یہ طوی کی کڑی کی آگ پر روٹی پکائی جائے اگر وہ آگ جلائے والا جبریل ہو۔

در تو بر خوانی ہزاراں بسملہ

بر سر آں تختہ پر دولہ

اگرچہ تم اس مشکوک لقمے پر کئی ہزار مرتبہ اسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو۔

حققت خاموشی ظاہر شود

نفس زان قہر قاہر شود

غیر اس حرام کے قہر کی خاموشیت ظاہر ہوگی۔ اس قہر (کے کھانے سے) تیرا نفس

خواب ہو جائے گا۔

دہرہ طاعت ترا بے جاں کند

خاتمہ دین ترا دیراں کند

عبادت کے حق میں تمہیں ہر وہ کر دے گا جیسے دین کے گھر کو برباد کر دے گا۔

یہ نکلا کہ حرام مال کے کھانے سے عبادت حاصل کی توفیق سلب ہو جائے گی۔ ہاں نفس تم پر غلبہ پالے گا، اپنی خواہش کے مطابق تمہیں دوڑانا پھرے گا (جس طرح ریچھ کو قلندر نچاتا ہے اسی طرح تمہیں اپنی خواہش کے مطابق نچائے گا۔ کسی سینا میں



نے جانے گا تو کبھی غیر محرم عورتوں کے ساتھ دائیں کرانے کا  
قرآن مجید میں ایک حرام خور تجارت پیشہ قوم کا عبرتناک انجام

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَأَنفَضُوا مَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا لَهُمْ خَافُوا الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَأَنفَضُوا مَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا لَهُمْ خَافُوا الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَأَنفَضُوا مَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا لَهُمْ خَافُوا الرَّسُولَ

جسٹین ہ (سورہ ہود رکوع ۱۵)

ترجمہ : اور میں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور باپ اور تول کو نہ گھٹاؤ، میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور تم پر ایک گھبرائے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم! انصاف سے باپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گننا نہ دو اور زمین میں فساد نہ پچاؤ۔ اللہ کا دیا جو باقی بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا۔ اے شعیب! کیا تیری نماز یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ریشمیں کو پھیلا دیں جنہیں ہمارے باپ دادا

پر جتنے تھے یا اپنے مالوں میں اپنی عمارتوں کے مطابق معاملہ نہ کریں۔ اے شک تو بُرودبار نیک پہلے سے کہا اے میری قوم! دیکھو تو یہی۔ اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آگئی ہے اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تمہیں منع کروں میں اس کے خلاف کروں میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم! کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا کہ جس سے وہی مصیبت آپڑے جیسا کہ قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھی۔ اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں اور اللہ سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب نہایت رحمت والا ہے۔ انہوں

نے کہا اے شعیب! ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے جو تم کہتے ہو اور بے شک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور مانتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو مجھے ہم سنسار کر دیتے اور ہماری نظر میں تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔ کہا اے میری قوم! کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ سے زیادہ ہے۔ اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بے شک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ۔ میں بھی کام کرتا ہوں آئندہ معلوم کروں کہ میرا رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے۔ اور اگر ان سے احتیاط نہ کروں بے شک میں بھی تمہارے ساتھ اس کا شریک ہوں۔ اور جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اسی کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ان ظالموں کو کڑاؤ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

## قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ

میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ قرآن مجید کے تیس پاروں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست رکھنا چاہیے۔ خالق سے عبادت اور مخلوق سے بخد مت۔ شعیب علیہ السلام کی قوم دولت کے نشہ میں مغموم ہے اور ان کے تعلقات دونوں طرف کشیدہ ہیں۔ شعیب علیہ السلام ان کے تعلقات دونوں طرف سے درست کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگ ان کی کوئی بات بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہلاک ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

## حرام خوردوں کے لیے

آج کل کے دور میں میرے پاکستان میں حرام خوردی کی اس قدر کثرت ہے کہ خدا پناہ۔ یہ لوگ یاد رکھیں۔



مطلوبہ شدہ ۱- لاہور یکن بندری چیمبر ۱۳۲۱ مورخہ ۱۹۵۶ (۲) پشاور یکن بندری چیمبر ۲۳۸۱-۲۳۸۲ B.C مورخہ ۱۹۵۶ ستمبر ۱۹۵۶  
یکن بندری چیمبر ۲۳۸۱-۲۳۸۲ B.C مورخہ ۱۹۵۶ اگست ۱۹۶۲ (۳) راولپنڈی یکن بندری چیمبر ۲۳۸۱-۲۳۸۲ B.C مورخہ ۱۹۵۶ مئی ۱۹۶۲

اگر تم ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنو یعنی اس کے احکام کی اس کی مرضی کے مطابق تعمیل کرو تو اس کو کیا عذرت پڑی ہے کہ تمہیں سزا دے۔  
اے موجودہ دور کے بددیانت، غریب کار، دھوکے باز، حرام خور مسلمان۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی حق تلفی نہ کرے تو تیری دنیا بھی سنور جائے اور قبر اور دوزخ کے عذاب سے بھی بچ جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

### بقیہ بھرت حاجی امداد اللہ

جانچکے ہیں۔ اور دس فیصد انسان نرے فیصد انسانوں کی محنت پر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔  
• پر دلاری تحریک اکثریت کی ایک غوث شناس اور آزاد و مخیر کوشش جس کے پیش نظر اکثریت کا مفاد ہے۔ پر دلاری اس وقت تک ہر طرف نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ موجودہ سماج کو مٹا دے۔  
دنیا بہت کم اپنے مہم کے بڑے لوگوں کا اس شان اور جوش و خروش سے استقبال کرتی ہے جس کے وہ صحیح معنی میں مستحق اور حقدار ہوتے ہیں شاہ ولی اللہ کا ہندوستان میں انتقال مجرا تو ان کی زندگی میں ان کے مرتبے اور قدر و قیمت کا لوگ صحیح اندازہ نہیں لگا سکے۔ حاجی امداد اللہ نے کام شروع کیا تو لوگ انہیں بھی نہ پہچان سکے۔ دوسری طرف مغربی دنیا تھی جس کی مشاہیر پرستی اور قدر واتی مشہور رہے۔ لندن میں جب مارکس کا انتقال ہوا تو دماغی کے علاوہ انگلستان کے کسی بھی اخبار نے اس کی موت کی خبر نہیں شائع کی۔ اور ٹائمز نے بھی یہ خبر اپنے کسی مقامی نمائندے کے حوالے سے نہیں چھاپی تھی بلکہ اسے یہ خبر پیرس کے نمائندے نے بھی چھپی۔ اور اس نے اس خبر کے ساتھ حرم اسلہ بھیجا تھا اس میں لکھا تھا: میں نے یہ خبر پیرس کے بعض اخبارات میں پڑھی ہے۔

فَلَنْ يَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْلُو كَلَامَهُ وَلَنْ يَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَكْذِيبًا  
ترجمہ: پس تو اللہ کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو اللہ کے کلام میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

ایک سال سے اس کے بارے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے رسول کی صلاحت میں فریب کاری دھوکہ بازی اور بددیانتی سے باز رہنا چاہیے۔ ورنہ اپنے آپ کو عذاب الہی سے محفوظ نہ سمجھیں۔ یہاں تک کہ یہ اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہونے کے علاوہ ہر گزشتہ قوموں کی طرح عذاب نہ آئے۔ کہ ساری کی ساری قوم کو صغیر ہستی سے مٹا دیا جائے۔ ہاں اس سے آپ بچ نہیں سکتے کہ بددیانتی اور حرام خوری کے باعث تمہیں دنیا میں انفرادی طور پر طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی رہیں اور بقیہ سزا قبر میں جا کر بھگتیں۔ کہ قبر جہنم کا گڑھا بن جائے۔

دنیاوی اور اخروی تکالیف سے بچنے کے لیے فقط ایک تدبیر

اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو۔  
مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدُوِّكُمْ إِنَّكُمْ تَرْضَوْنَ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ  
وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (النساء رکوع ۱۱ پارہ ۵)  
ترجمہ: اللہ تمہیں سزا دے گا کہ کیا کرے گی اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ قدر دان ہے جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے  
جب گزشتہ آیت میں اس نے اعلان فرما دیا ہے کہ